اقبال ریویو

اقبال اکیڈمی حیدرآباد کا سہ ماہی رسالہ

خصوصی اشاعت

آندھرا پردیش آرکائیوز کی امثلہ پر مبنی
علامہ اقبال کے حالات غیر مطبوعہ
خطوط اور تحقیق کے لئے گوشے

APRIL - JUNE 1984

اقبال اکیڈمی

"مدینہ منشن"، نارائن گوڑہ، حیدرآباد، آندھرا پردیش (انڈیا)

اقبال ریویو

اقبال اکیڈیمی حیدرآباد کا سہ ماہی رسالہ

سلسلہ اشاعت شمارہ (۱۰) اپریل / جون ۱۹۸۴ء

مجلس مشاورت

محمد ظہیر الدین احمد

رحیم قریشی

یوسف آعظمی

خواجہ ناصر الدین

ایڈیٹر

مصلح الدین سعدی

خصوصی اشاعت قیمت (۲۰) روپے

عام شمارہ ۵ روپے

زر سالانہ ۱۶ روپے

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ :

اقبال ریویو مدینہ منشن ، نارائن گوڑہ ، حیدرآباد اے پی ۰۲۹ ۵۰۰

طبع شدہ ، انتخاب پریس ، جواہر لال روڈ - حیدرآباد

مندرجات

- سخن ہائے گفتنی ... ... مصلح الدین سعدی i
- سید شکیل احمد کی دریافت ڈاکٹر گیان چند صدر شعبہ اردو سنٹرل یونیورسٹی حیدرآباد xi

اقبال حیدرآباد آرکائیوز میں ... سید شکیل احمد

- اقبال بحیثیت مورخ ھندوستان 1
- اقبال کلب 6
- حیدرآباد میں اقبال کے توسیعی لکچرز 7
- مہاراجہ کشن پرشاد کی مہزبانی 10
- سر محمد اقبال کو دوسرے سال توسیعی لکچرز کی دعوت 18
- ادارۂ معارف اسلامیہ 20
- ڈاکٹر اقبال کی مالی امداد کیلئے نواب صاحب بھوپال کی تحریک 29
- صدر آعظم سر اکبر حیدری کے دور میں علامہ اقبال کی امداد کی کارروائی کا احیاء 38
- علامہ اقبال کے پس ماندگان کی مالی امداد 43
- آفتاب اقبال اور علامہ اقبال 46
- اردو اکیڈیمی 58
- علامہ اقبال کی یادگار کے قیام کی تحریک 59
- انجمن حمایت اسلام کے جنرل سکریٹری، کی امداد کے لئے بارگاہ عثمانی میں عریضۂ اقبال 63

(SMHB)
Burney Collection
Iqbal
Acc No.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخن ہائے گفتنی !

غالباً ۱۹۷۷ء کی بات ہے ڈاکٹر ضیاء الدین احمد شکیب (حال مقیم انگلستان) کے ذریعہ یہ اطلاع ملی تھی کہ آندھرا پردیش کے ریاستی دفتر اسناد (سابق دفتر دیوانی مال ملکی) میں علامہ اقبال کے بارے میں کچھ مواد ہے۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کرلیا تھا کہ اقبال ریویو کی ایک اشاعت کو اس کے لئے وقف کر دینا چاہئے۔ چنانچہ میں نے جناب سید شکیل احمد صاحب سے گذارش کی کہ وہ اس سلسلے میں مدد کریں۔ شکیل احمد صاحب اپنی علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ اس کام میں بھی مصروف رہے۔ بیسیوں فائیلوں (FILES) سے قطرہ قطرہ معلومات فراہم کر کے تحقیق کا پیمانہ چھلکا دیا۔ اقبالیات کی محفل میں اس نئے محقق کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ ان کے استقبال کے لئے کوئی رسمی جملہ نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی ایک آواز ہے۔ سید شکیل احمد آندھرا پردیش اسٹیٹ آرکائیوز میں اسسٹنٹ آرکائیوسٹ ہیں۔ خاموشی کے ساتھ علمی ریاضت ان کی عادت بن چکی ہے۔ کم سخن بھی ہیں اور منکسرالمزاج بھی اور ایک بڑی ملی اور تہذیبی روایت کے امین بھی ہیں۔ ان کی لگن اور جستجو کی دلیل تو وہ

مواد ہے جو اس اشاعت کے ذریعہ سامنے آرہا ہے ۔ اقبالیات میں ان کا مقام محفوظ ہے اقبال کی زندگی کے کسی بھی گوشے پر تحقیق کام کرنے والے مورخ کو ان اوراق کی بے حد ضرورت ہوے گی ۔ اقبال اکیڈیمی کی جانب سے اور شخصی حیثت سے بھی میں جناب شکیل کا احسان مند ہوں کہ اقبال کی زندگی کے بعض اہم گوشے ان کی تحقیق کے نتیجہ میں سامنے آرہے ہیں ۔

پیش نظر مواد میں اقبال کے سات ایسے خطوط کا پتہ چلتا ہے جنکے بارے میں اقبال کے طالب علم ابھی تک ناواقف تھے ۔ یہ سارے خطوط غیر مطبوعہ ہیں ۔ پہلی مرتبہ ان کا متن سامنے آیا ہے ۔ ان میں چار خط ایسے ہیں جنکی نقول قدیم حیدرآباد کی سرکاری امثلہ میں دستیاب ہوئی ہیں تین خط ایسے ہیں جو علامہ اقبال کے قلم سے اصلی حالت میں محفوظ ہیں ان کے عکس اس شمارے میں شامل ہیں ۔ ان سات خطوط کی تفصیل تاریخی اعتبار سے درج ذیل ہے —

۱ - ۹ - ڈسمبر ۱۹۲۸ء	اسکے مکتوب الیہ غالباً جامعہ عثمانیہ کے مسجل ہیں ۔ حیدرآباد لکچرز کے سلسلہ کا یہ پہلا خط ہے ۔
۲ - ۲۱ - ڈسمبر ۱۹۲۸ء	یہ خط بھی ارباب جامعہ عثمانیہ کے نام ہے اس میں لکچرز کے عنوانات اور دیگر تفصیلات کی قطعیت ملتی ہے ۔

۳ - ۲۶ - فبروری ۱۹۲۹ء	یہ خط ادارۂ معارف اسلامیہ لاہور کے سلسلہ میں سے سر امین جنگ کے نام ہے۔
٤ - ۳ - جنوری ۱۹۳۰ء	حمید احمد مسجل جامعہ عثمانیہ کے نام ۱۹۳۰ء میں لکچرز کی دعوت پر معذوری کے اظہار کے سلسلہ میں
۵ - ۲ - مئی ۱۹۳۱ء ٦ - ١٤ - مئی ۱۹۳۱ء ۷ - ۲ - فبروری ۱۹۳۷ء	یہ تینوں خط علامہ کے صاحبزادے ڈاکٹر اقبال کے سلسلہ میں ہیں اور سر اکبر حیدری کے نام ہیں۔

ان خطوط کے علاوہ اقبال کے بارے سارا مواد بالکل نیا سامنے آرہا ہے علامہ اقبال کے فکر و فن پر نقادوں، دانشوروں کے فیصلے تو ہمارے سامنے ان ہزاروں صفحات میں پھیلے ہوے ہیں جو کتابوں اور رسائل کی شکل میں چھپ چکے ہیں لیکن ہندوستان کی ایک اہم مسلم حکومت (حکومت آصفیہ) کی کونسل اور فرمانروا دونوں نے ان کے بارے میں مختلف اوقات میں مختلف وجوہات کی وجہ سے غور و خوص کیا اور فیصلے کئیے - یہ بات پہلی بار دستاویزی ثبوت کے ساتھ سامنے آئی ہے۔

۱۹۳۲ء میں نواب حمید اللہ خاں والی بھوپال نے آعلحضرت حضور نظام آصف سابع کے نام اپنے ایک سفارشی خط میں علامہ اقبال کی مالی امداد کیلئے توجہ دلائی تھی - یہ خط اقبال کے بارے مین نواب صاحب بھوپال کی شخصی راے کے ساتھ ساتھ اقبال

کی شہرت اور ان کی خدمات کے بارے میں بھی جو عمومی راے تھی اس کو پیش کرتا ھے - اس خط کو نظام سابع اپنی کونسل میں بھیج کر راے طلب کرتے ھیں -

۱۹۳۲ء میں کونسل کی راے "ملکی غیر ملکی" عصبیت کی وجہ سے اقبال کے حق میں نہیں ھے ایسا معلوم ھوتا ھے کہ حکومتی سطح پر اقبال کی قدردانی کیلئے حالات پوری طرح سازگار نہیں تھے - نواب مہدی یار جنگ کی یہ راے اس موقع پر قطعی اور حتمی صورت اختیار کرلیتی ھے کہ اقبال کی مالی امداد کے تعلق سے معذوری کا اظہار کر دیا جائے — چنانچہ نظام اسی پر عمل کرتے ھیں -

دوسری مرتبہ ریاستی کونسل میں اقبال کی شخصیت اس وقت مسئلہ بنی جب کہ اقبال کی یادگار قائم کرنے کیلئے حیدرآباد میں زور و شور کے ساتھ سرگرمیاں جاری تھیں یہ واقعہ ۱۹۴۲ء کا ھے چنانچہ اب کونسل کی راے بالکل ھی دوسری ھے - ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۲ء تک حالات بالکل ھی بدل چکے تھے -

کونسل کی اس قرارداد کو تاریخ میں ایک یادگار مقام حاصل رھے گا - اور اس پر دستخط کرنے والوں میں نواب مہدی جنگ بھی شامل ھیں جن کی وجہ سے ۱۹۳۲ء میں اقبال کی مالی امداد کی کارروائی میں مناسب پیش رفت نہ ھوسکی تھی -

"حضرت بندگان اقدس نے بکمال تدبر شاہانہ ممبران کونسل اور سرکاری عہدہ داران کے فرقہ وارانہ کاموں

میں شریک نہ ہونے کی نسبت جو خیال ظاہر فرمایا ھے وہ بالکل بجا و درست ھے جس سے کونسل کو بالکلیہ اتفاق ھے - البتہ اقبال مرحوم کی حد تک کونسل یہ عرض کرنے کی جراءت کرتی ھے کہ اگرچہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعہ مسلم قوم کو بیدار کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے ساتھ ھی ان کا کلام فرقہ واریت یا تعصب سے مبرا ھے اور ایک فلسفیانہ شاعر کی حیثیت سے انکی تالیفات تمام ھندوستان میں بلکہ ھندوستان کے باھر بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ھیں پس اقبال کی کوئی یادگار قائم کرنے کی تحریک ھو اور اس میں ملازمین سرکار بھی اپنی خانگی حیثیت سے شرکت کریں تو بہ ظاھر کوئی قباحت نہیں پائی جاتی ۔

ظاھر ھے اس تبدیلی کے اسباب موجود تھے - اس کو سمجھنے کیلئے اس دور کو سمجھنا پڑے گا - اس وقت تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنا مقصود نہیں ھے - صرف یہ اشارہ کافی ھے ۱۹۴۲ء تک اقبال شناسوں کا ایک فعال حلقہ حیدآباد میں پیدا ھو چکا تھا - جس کی رھنمائی کی ذمہ داری قاید ملت نواب بہادر یار جنگ نے قبول کی تھی - اقبال شناسی اور اقبال فہمی کی ایسی تابناک روایت جس کے اثرات انقلاب زمانہ کے باوجود ختم نہیں ھوسکے قاید ملت کے اثر و رسوخ اور مقبولیت کا حکومت پر دو طرح کا اثر تھا - وہ حکومت کے معتوب بھی رھے لیکن سارے ماحول کو اپنے سوز دروں سے متاثر بھی کیا - اقبال کے تعلق سے تبدیلی

میں ان کی ذات کو بڑا دخل تھا ۔ کونسل میں حریت فکر رکھنے والے ، جری اور حق گو بھی موجود تھے ۔ چنانچہ ۴۲ء کی قرار داد اور ۲۲ء کی قرار داد کے لب و لہجہ میں جو بین فرق ہے اسکو سمجھنے کی ضرورت ہے ۔

یہ مواد چونکہ حکومت نظام کی انتظامی امثلہ کی وساطت سے سامنے آیا ہے اس کے ذریعہ نظام ہفتم کے طرز حکمرانی کو سمجھنے میں بھی بہت مدد ملے گی ۔ حکمران کی ذمہ داری ، درباری فضا ، ملک کی سیاسی صورت حال ، سماجی زندگی کے اہم نقوش اس مواد کے پس منظر میں صاحبان فکر کے سامنے موجود ہیں ۔ اقبال نے شخصی طور پر اپنے لئے کبھی کوئی امداد نہیں چاہی ۔ اقبال کے دوستوں اور چاہنے والوں کا ایک حلقہ ضرور ان کی مالی امداد کیلئے کوشاں رہا ۔ جس میں بوجوہ کامیابی نہیں ہوئی ۔ البتہ اقبال نے انجمن حمایت اسلام کے سکریٹری مولوی شمس الدین کی سفارش کی تو ان کیلئے تاحیات مشاہرہ مقرر ہوا ۔ ادارۂ معارف اسلامیہ کے لئے کوشش کی تو سالانہ دو ہزار کی خطیر رقم منظور ہوئی ۔ اقبال کے انتقال کے بعد ان کے پس ماندگان کیلئے وظیفے مقرر کئے گئے ۔

آفتاب اقبال کا معاملہ بالکل ہی الگ معلوم ہوتا ہے ۔ وہ حکومت نظام کے وظیفہ پر اعلی تعلم کیلئے لندن گئے ۔ اپنی ذاتی کوششوں سے اقبال کے نام کو استعمال کر کے سر اکبر حیدری اور دوسرے ریاستی حکام سے مدد حاصل کرتے رہے اقبال کے

علم میں جب انکی ساری تگ دو آئی تو اقبال نے اپنی ناپسندیدگی کا برملا اظہار کیا جیسا کہ ان کے خطوط سے ظاہر ہے ۔

یہ تحقیقی مواد جوں کا توں شائع کیا جارہا ہے ، صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے ۔ اقبال کے ماہرین اس مواد کو مختلف انداز میں استعمال کریں گے ۔ تحقیق کا سلسلہ جاری رہے گا ممکن ہے کہ اس مضمون میں پیش کی گئی کسی رائے یا کسی نتیجہ سے اختلاف بھی کیا جائے ۔ اس کیلئے ضروری ہوگا کہ محض قیاس آرائی نہ کی جائے بلکہ ٹھوس تحقیقی مواد کی روشنی میں دلایل پیش کئے جائیں ۔

یہ تحقیق ہمارے سامنے علامہ اقبال کو معروضی انداز میں پیش کرتی ہے وہ شخص جس نے اپنی ساری زندگی بنی نوع انسان کی سود و بہبود کیلئے وقف کر رکھی تھی ۔ اپنی حیات کے ایک خاص دور میں عمل اور رد عمل کی روداد کا موضوع بن گیا ۔ وہ ایک مرد خود آگاہ تھا ۔ غیر تخلیقی سماج مین شعور و آگہی کی راہوں کو عام کرنے کیلئے مسلسل جد وجہد کرتا رہا ۔ اس کی عظمتوں کا عرفان ابھی باقی ہے اس کی رفعتوں کو سمجھنے کیلئے ہوسکتا ہے کہ ہمیں تنقید و تحقیق کے ایک بے کراں سمندر کو عبور کرنا پڑے ۔

ناسپاسی ہوگی اگر محکمہ آندھرا پردیش آرکائیوز کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جن کی اجازت نے سید شکیل احمد صاحب کو اس لائق بنایا کہ وہ اس قیمتی اسناد سے استفادہ کرسکیں ۔ اسی لئے میں اقبال

اکیڈیمی کی طرف سے ارباب محکمہ آندھرا پردیش آرکائیوز کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں ڈاکٹر گیان چند پروفیسر آف اردو سنٹرل یونیورسٹی حیدرآباد کا ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے جناب شکیل احمد کی تحقق پر اپنی گراں قدر رائے کا اظہار فرمایا ہے۔

اقبال ریویو کی اس اشاعت کے سلسلہ میں جناب خلیل اللہ حسینی صدر اقبال اکیڈیمی کی سرپرستی اور جناب رحیم قریشی معتمد عمومی کل ہند مجلس تعمیر ملت کی شخصی دلچسپی نے میرے کام مین آسانیاں پیدا کیں۔ میں ان کیلئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ محمد ظہیر الدین احمد صاحب نائب صدر اقبال اکیڈیمی کے قیمتی مشورے اس اشاعت کی صورت گری میں شامل ہیں اس لئے ان کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھ پر واجب ہو جاتا ہے۔

اقبال پر تحقیق کا سلسلہ جاری ہے آئندہ مزید انکشافات کی توقع کی جاسکتی ہے۔

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کار مغاں
ہزار بادۂ نا خوردہ در رگ تاک است

مئی سنہ ۱۹۸۴ع

مصلح الدین سعدی

ڈاکٹر گیان چند

سید شکیل احمد کی دریافت

عظیم انسانوں اور عظیم ادیبوں کی زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل ہماری دلچسپی کا موضوع ہوتی ہے۔ شہرت و عظمت کی اتنی قیمت تو دینی ہوتی ہے کہ بڑوں کا درون خانہ عوام کی سیرگاہ ہوتا ہے، اس کا ہر بجی قول و فعل پنچایت کی ملک ہوتا ہے علامہ اقبال کی زندگی اور شخصیت کے دور کے ہر گوشے اور زاوے پر اس طرح ٹارچ ڈالی جا رہی ہے جیسے انکم ٹیکس والے کسی فلم ایکٹر کی خانہ تلاشی لیتے ہیں اور اس کار خیر میں اسکے ہر صوفے اور دیوار کو ادھیڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ ایک صاحب(۱) نے اقبال کی ممتحنی سے آمدنی کی دریافت کی۔ مختلف برسوں میں انہوں نے کتنے پرچے بنائے اور ان سے کتنے روپے آنہ پائی کی یافت ہوئی۔ وکالت سے ان کی کتنی آمدنی تھی۔ انکم ٹیکس کے لئے کتنی آمدنی تشخیص کی گئی وغیرہ۔

معلوم نہیں اقبال پر کتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں، ماہر اقبالیات جانیں۔ جگن ناتھ آزاد کہتے تھے کہ ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ ہو گئی ہیں۔ رسالوں اور مجموعوں میں ان پر لکھے گئے

---

(۱) محمد حنیف شاھد۔ اقبال بہ طور ممتحن۔ رسالہ نقوش اقبال نمبر شمارہ (۱۲۱) ستمبر ۱۹۷۷ء

مضامین کی تدوین کیجائے تو اور ڈیڑھ ہزار مجموعے تیار ہو جائیں گے کیا ایسی ہزار کتابی و ہزار مضامینی ذات کے بارے میں کوئی نئی بات پیش کرنا ممکن ھے؟ ظاہرا اس کی امید نہیں لیکن ماضی کے شاھنامہ بزرگ کے جملہ اوراق اور جملہ سطریں ہمارے سامنے کہاں آئی ھیں۔ اس گنجائش کے سبب اب بھی کوئی محقق ماضی کے دفینوں میں سے چند ایام، چند ساعتوں، چند رقعوں کی بازیافت کر کے اقبال کے بارے میں کچھ ایسی بات پیش کر دیتا ھے جس سے اقبال باز ابھی تک واقف نہ تھے۔

اپنے صوبے کے باھر اقبال کا تعلق دو شہروں بھوپال اور حیدرآباد سے قریب رھا۔ اقبال اور حیدرآباد۔ نام کی تصنف کے باوجود اقبال کے حیدرآباد سے تعلق کے بارے میں اب بھی کچھ نیا مواد باقی ھے۔ سید شکیل احمد صاحب آرکائیوز میں اسسٹنٹ آرکائیوسٹ ھیں۔ انھوں نے دفتری فائلوں سے اسی قسم کی نئی معلومات پیش کی ھیں۔ اقبال سے متعلق دفتری مراسلت کے چہرے سے نقاب کشائی کی ھے۔ اقبال کی تنقید پر تو ماشما کچھ کاغذ سیاہ کرسکتے ھیں لیکن ان کی تحقیق میں کوئی اضافہ کرنا کارے دارد۔ شکیل صاحب نے اسی ھفت خواں کا ایک طبقہ سر کیا ھے۔

ان کی دریافت کا سب سے اھم حصہ اقبال کے چند نئے انگریزی خطوط ھیں۔ یہ خطوط پہلی بار سامنے آرھے ھیں اور ان کی اصل اقبال کی تحریر میں محفوظ ھے۔ کیا اچھا ھو کہ یہ خطوط یہاں سے الگ کر کے کسی اقبال اکیڈیمی یا اقبال میوزیم کو عطا کر دئے جائیں۔

شکیل احمد کے مضمون کے کئی حصہ ہیں ۔ ان کی سب سے پہلی اور تاریخ ساز دریافت اقبال اور کسی رام پرشاد کی مشترکہ تالیف "تاریخ ہند" ہے ۔ میں اقبال کا محقق نہیں لیکن مجھے مصلح الدین سعدی صاحب کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اس کتاب کا ذکر پہلی بار کیا جا رہا ہے ۔ کتاب کی پھیکی زبان دیکھ کر ایسا شبہ ہوتا ہے کہ یہ رام پرشاد ہی کا کارنامہ ہے جس میں اقبال کا نام بحیثیت شریک مؤلف ڈال دیا گیا ہے ۔ ۱۹۱۷ء میں یہ کتاب اورینٹل امتحان کے نصاب میں شامل تھی ۔ جب اسے میٹریکولیشن کے نصاب میں داخل کرنے کی تجویز کی گئی تو اس کا جائزہ لیا گیا اور روز نامہ صحیفہ میں اس کے خلاف مضمون شائع ہوا ۔ اسکا ایک جملہ ملاحظہ ہو

"اس زمانہ کے قریب ایک بڑا بھاری واقعہ ظہور میں آیا ۔ نظام الملک صوبہ دار دکن خود مختار بادشاہ بن بیٹھا"

"بن بیٹھا" کے فقرے سے ظاہر ہے کہ مصنف کی نظر میں یہ فعل ناپسندیدہ تھا ۔ حضور نظام کے جد اعلیٰ کے بارے میں اس انداز سے لکھا جائے تو نتیجہ معلوم ۔ میٹرک میں داخل کرنے کے بجائے کتاب کو اورینٹل امتحان کے نصاب سے بھی خارج کر دیا گیا ۔ مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبان ۱۳۲۵ھ (۱۹۰۷ء) میں حیدرآباد میں ایک اقبال کاب تھا جس نے نظام سادس میر محبوب علی خان کی سالگرہ منائی ۔ ۱۹۰۷ء میں اقبال اتنے بڑے شاعر نہ تھے ۔ واقعی حیرت کی بات ہے کہ اس زمانہ میں ان کے وطن سے اتنی دور

اقبال کلب بن گیا تھا۔ مضمون میں ۱۹۰۸ء میں حیدرآباد میں اقبال کے توسیعی لکچرز کا ذکر ہے (ص ٦)۔ مجھے یہ غیر مصدقہ معلوم ہوتا ہے۔

مضمون کا دوسرا موضوع جنوری ۱۹۲۹ء میں حیدرآباد میں اقبال کے توسیعی لکچرز ہیں۔ لکچروں سے قطع نظر مضمون سے معلوم ہوا کہ معتمد سیاسیات نے اقبال کے بلاوسٹہ گیسٹ ہاؤس میں قیام پر اعتراض کیا تھا۔ مدارالمہام مہاراجہ سرکشن پرشاد نے خود اسکا حکم جاری کیا۔ مضمون سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمان خانے میں قیام یا لکچر کے لئے ٹاؤن ہال کے استعمال جیسی معمولی باتوں کی اجازت خود نظام دیتے تھے۔ مضمون نگار نے اس موقع پر اقبال کی ضیافت اور انہیں پیش کئے گئے تحائف کی تفصیل روپیہ آنہ پائی کے ساتھ دی ہے۔

اقبال نے لاہور میں ادارۂ معارف اسلامیہ قائم کیا۔ حیدرآباد سے واپس ہوکر اگلے ہی مہینے انہوں نے حکومت حیدرآباد سے اس کے لئے گراں قدر مالی امداد کی سلسلہ جنبانی کی۔ اس موضوع پر حیدرآباد کے دفاتر میں لکھا پڑھی ہوئی، عثمانیہ یونیورسٹی سے مشورہ کیا گیا۔ جیسا کہ دفتر شاہی کا قاعدہ ہے ناظم تعلیمات نے عطیے پر تین اعتراضات سے کئے۔ اس کے باوجود ریاستی کونسل نے تین سال کے لئے دو ہزار روپیہ سالانہ کی امداد منظور کی جس پر نظام نے صاد کیا۔ مضمون میں اس سلسلے کی جملہ تفاصیل درج ہیں۔

مضمون کا چوتھا موضوع ہے نواب بھوپال حمید اللہ خاں کا نظام حیدرآباد کو خط لکھنا کہ اقبال کی مالی امداد کے لئے ایک ہزار روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا جائے ۔ مضمون نگار نے نواب بھوپال کا اصلی خط پیش کیا ہے ۔ اتنی اونچی سفارش کے باوجود حیدرآباد کے حکام اور خود نظام نے درخواست مسترد کردی ۔ سب سے سامنے کا اعتراض یہ کیا گیا کہ خود نواب بھوپال یہ وظیفہ کیوں نہیں دے دیتے ۔

مضمون کا پانچواں موضوع سر اکبر حیدری کے دور وزارت عظمی میں آفتاب اقبال کی مالی امداد کے لئے درخواست ہے ۔ اس پر سردار امراؤ سنگھ شیرگل نے سفارشی چٹھیاں لکھیں ۔ یہ خطوط اور متعلقہ کاغذات اصلا پیش کئے جارہے ہیں ۔ واضح ہو کہ اس سے پہلے ۱۹۳۱ء میں اپنے قیام لندن کے دوران بھی آفتاب اقبال کو حیدرآباد کی جانب سے ۱۹۰ پونڈ قرض کے طور پر دئے گئے تھے جو بعد میں انکی "عسرت" اور مالی مشکلات کے پیش نظر معاف کر دئے گئے ۔

اقبال کے انتقال کے بعد ان کے پس ماندگان کے وظیفے کے لئے کوشش کی گئی ۔ اس کے محرک عثمانیہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر مظفر الدین قریشی تھے ۔ انہوں نے اقبال کی بیواؤں اور چھوٹے بچوں کے علاوہ آفتاب اقبال بیرسٹر کی امداد کے لئے بھی لکھا تھا ۔ میر عثمان علی خاں نے بیواؤں اور چھوٹے بچوں کے لئے معینہ مدت کے وظیفے منظور کر دئے لیکن آفتاب اقبال کے لئے بجا طور پر

لکھا کہ جو شخص قانونی پریکٹس سے روپیہ کما رہا ہے اس کو امداد دینا چہ معنی دارد۔

مندرجہ بالا موضوعات میں سے بیشتر پہلے سے معلوم ہیں۔ ان کی اکثر تفصیلات بھی معلوم ہیں لیکن دفتری ریکارڈ اور اصل دستاویزوں سے شکیل احمد نے جو جزئیات فراہم کی ہیں وہ ان کا تحقیقی کارنامہ ہے۔ ان تحریروں اور فرامین سے حیدرآباد کے حکام بلکہ خود نظام کا اقبال کی طرف زاویۂ نظر معلوم ہوتا ہے۔ اقبال کے اصل ہمدرد دو مدارالمہام مہاراجہ سرکشن پرشاد اور سر اکبر حیدری تھے۔ شکیل صاحب نے درون خانہ کا نظارہ کرا کے مختلف اہلکاروں کا اقبال کی طرف رویۂ اجاگر کیا ہے۔ ان کا اعتراض تھا کہ ریاست کا روپیہ ایک غیر ملکی کو کیوں دیا جائے حالانکہ ملت کے اتنے بڑے خادم کو کسی علاقے کے ساتھ پابند کرنا مناسب نہ تھا۔ دفتر شاہی قید مقام میں پابہ گل رہی۔

اس طرح سوانح اقبال کے مطالعے میں یہ مضمون بالخصوص اقبال سے منسوب ایک نئی تالیف اور نئے خطوط ایک اہم اضافہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مضمون نگار / مرتب
سید شکیل احمد
اسسٹنٹ آرکیوسٹ
آندھراپردیش اسٹیٹ آرکائیوز حیدرآباد

علامہ محمد اقبال علیہ رحمۃ اللہ

(آندھراپردیش اسٹیٹ آرکائیوز کے چند حیدرآبادی امثلہ و اسناد کی روشنی میں)

اقبال بحثیت مورخ ھندوستانی

شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال رح کو ایک مایہ ناز فلسفی اور بلند مرتبت شاعر کی حثیت میں تو سبھی جانتے ھیں لیکن انھیں ایک مورخ کی حثیت سے بہت کم لوگ جانتے ھونگے۔ دفتر معتمدی سرکارعالی صیغہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ کی ایک مثل جو کم و بیش (۴۰) صفحات پر مشتمل ھے ھمیں اس امر سے واقف کراتی ھے کہ ڈاکٹر اقبال اور رام پرشاد کی ایک مشترکہ تصنیف

« تاریخ هند » ۱۹۱٤ع سے ۱۹۱۷ع تک امتحان السنہ مشرقیہ کے نصاب (Oriental Title Examination' syllabus) میں داخل تھی لیکن جب اسے میٹریکولیشن کے نصاب میں بھی داخل کیا گیا تو روز نامہ صحیفہ مورخہ ۹/شعبان ۱۳۳٦ھ م ۲/مئی ۱۹۱۸ع میں ایک مضمون اسکے خلاف شائع ہوا اور کتاب کے بعض قابل اعتراض حصوں کی نشاندھی کی گئی خصوصاً وہ جو خانوادۂ آصفی کے بعض سابقہ حکمرانوں کے بارے میں لب و لہجہ اور معلومات کے لحاظ سے بے ادبی اور غلط تاویلات پر مبنی تھے - نیز اس کتاب کو نصاب سے خارج کرنے کی مہم بھی شروع کردیگئی - چنانچہ محکمہ تعلیمات کی مشنری حرکت میں آگئی البتہ نظامت تعلیمات کو اپنے دفاع میں خاصی محنت کرنا پڑی کیونکہ اصلاح نصاب السنہ مشرقیہ کیلئے قائم کردہ اسکی ایک کمیٹی نے جو حسب ذیل چند علماء اور نامور معلمین پر مشتمل تھی اس کتاب کو متفقہ طور پر داخل نصاب کرنے کی سفارش کی تھی :-

۱ - مولوی حمید الدین فراھی پرنسپل دارالعلوم کالج	صدر
۲ - مولوی حبیب الرحمن صاحب پروفیسر "	رکن
۳ - مولوی محمد تاج الدین صاحب " "	"
٤ - مولوی محمد عبدالواسع صاحب " "	"
٥ - مولوی محمد شبر علی خاں صاحب " "	"
٦ - جناب امرت لال صاحب " "	"

۷ - جناب عبدالرحمن خان صاحب " نظام کالج "
۸ - مولوی عبدالحق صاحب مہتمم تعلیمات اورنگ آباد
۹ - مولوی محمد مرتضی صاحب معتمد تعلیمی کانفرنس حیدرآباد
۱۰- مولوی خان فضل محمد خان صاحب پرنسپل سٹی ھائی اسکول
۱۱- ناظم صاحب تعلیمات (مسٹر المالطیفی) بہ حثیت مشیر

اس سلسلے میں ایک دلچسپ بات یہ بھی سامنے آئی کہ مذکورہ کتاب کے ڈاکٹر اقبال کے نام سے منسوب ہونے پر جناب حبیب الرحمن خان شروانی صدر الصدور صدر یار جنگ نے شک و شبہ کا اظہار کیا جیسا کہ انکی حسب ذیل تحریر سے ظاھر ھے :-

" مینے تاریخ ہند دیکھی۔ مجھکو تعجب ھیکہ اسپر ڈاکٹر اقبال کا نام ھے حالانکہ نہ اوسکے لٹچریر میں نہ اوسکے مطالب میں وہ زندہ دلی یا زندگی ھے جو اقبال کا حصہ ھے۔ تاریخ اس خاص ٹائپ اور انداز کی ھے جو کسی نہ کسی طرح مدارس کی تعلیم کے واسطے مقرر ھوگئی ھے۔ بجائے اسکے دوسری تاریخ نامزد کرلینے کا سوال مشکل ھے اسلئے کہ ھندوستان میں عموماً اسی قسم کی تاریخیں دستیاب ھوتی ھیں۔ جہاں تک جلد ممکن ھوسکے جدید عمدہ تاریخ تالیف کراکر اسکو خارج کردینا چاھیئے۔ اس تاریخ کو پڑھنے سے طلباء کے دماغ پر ھرگز وہ اثر نہیں پڑسکتا جو تاریخ سے فن شریف کی تعلیم سے ھونا چاھیئے (دستخط صدر الصدور مورخہ ۲۰/ذی قعدۃ الحرام ۱۳۳۶ھ) (مثل نشان ۱/۱٤/ تعلیمات/۱۳۲۷ف محکمہ مذکورہ بالا بہرحال دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی جانب سے جدید کتاب تیار کرنے

سے قبل ھی تاریخ ھند ، پر مذکورۂ بالا کتاب کو خارج از نصاب کردیا گیا اسلئیے خانواہ آصفی پر بعض ریمارکس کیوجہ خود اعلی حضرت نظام دکن میر عثمان علی خان بہادر کی توجہات بھی اسکے اخراج کے سلسلے میں ھموار ھوگئیں تھیں جیسا کہ حسب ذیل عبارت (منقولہ معتمد پیشی ۔ افسر جنگ) سے ظاھر ھے :۔

، سوال یہ ھے کہ جدید و مناسب تاریخ تالیف ھوکر شائع ھونے تک یہ تاریخ نصاب میں شامل رھنا مناسب ھے یا کیا اسکا جواب صدر الصدور صاحب کی رائے میں صاف طور سے درج نہیں ھے ۔ پس صراحتاً آراء پیش ھوں کہ جدید تاریخ کے تالیف و شروع تک یہ تاریخ نصاب میں شریک رھنے میں کوئی قباحت ھوگی یا نہیں ، (ایضاً) و نیز

، وہ کتاب تاریخ پہلے ملاخط اقدس کیواسطے گذارنی جائے اور تا حکم ثانی نصاب میں شریک نہ کیجئے ، (ایضاً) نظام دکن نے کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی رائے پر کسی قدر نظر ثانی کے بعد حکم دیا کہ

، جدید تاریخ ھند کی تالیف تک یا موجودہ کتاب سے کوئی بہتر تاریخ ھند دستیاب ھونے تک یہی کتاب ھنگامی طور سے شریک نصاب رھے ۔ (ایضا)

بظاھر ایسا محسوس ھوتا ھے کہ اولین سرکاری حکم کے بموجب ایک گشتی کے ذریعہ اس کتاب کو خارج از نصاب کردیا گیا تھا اور

دراین اثنا جناب سید ھاشمی فریدآبادی کی کتاب بھی دارالترجمہ سے تیار ھوگئی تھی اسلیئے بالاخر ڈاکٹر اقبال کی تاریخ ھند خارج از نصاب کردیگئی۔

ڈاکٹر اقبال کی مذکورہ تاریخ ھند " کی ایک جھلک ناظر مذھبی کتاب درسیہ سرکار عالی جناب مولانا صفی الدین صاحب کی رائے کے اقتباسات میں موجودہ ھے :۔

" اگر مسلمانوں کی خوشامد اور ھندوں کی مذمت سے قطع نظر کیجئیے تو معلوم ھوتا ھے کہ اورنگ زیب سخت گیر اور اعلی درجہ کی لیاقت کا آدمی تھا۔ اس کے عھد میں سلطنت ظاھر میں عروج پر تھی لیکن اس کا زوال شروع ھوگیا تھا اور اسکے جانشینوں کو سخت مصیبتوں کا سامنا ھوا پس کیا تعجب کی بات ھے کہ اسکی وفات کے بعد کچھ عرصہ نہیں لگا کہ سلطنت مغلیہ پانی کے بلبلے کی طرح بیٹھ گئی۔ لیکن یاد رکھو کہ اورنگ زیب کے عھد مین سلطنت مغلیہ میں ایسی شوکت و عظمت تھی کہ تمام دنیا تعجب کرتی تھی " (۱۵٤ تاریخ ھند از ڈاکٹر اقبال) اور " ۱۷۱۹ع مین فرخ سیر تخت سے اتار کر قتل کیا گیا اور سید حسین علی و عبداللہ نے جسکا نام ھی بادشاہ گر پڑ گیا تھا کئی برائے نام بادشاھوں کو تخت پر بٹھانے اور اتارنے کے بعد بھادر شاہ کے ایک پوتے کو محمد شاہ کے لقب سے تخت پر بٹھایا۔ اس زمانے کے قریب ایک بڑا بھاری واقعہ ظھور میں آیا۔ نظام الملک صوبہ دار دکن خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ (۱۵۸ ایضاً)

۱۹۱٤ع میں ڈاکٹر اقبال کا حکومت نظام کے سرکاری حلقوں میں جو تاثر اور اثر و نفوذ تھا وہ مذکورہ مثل کے اقتباسات سے عیاں ھے لیکن اس سے کافی عرصہ قبل یعنی ۱۳۲۵ھ میں شہر کے ادبی حلقوں اور انجمنوں مین انکا اسقدر چرچا تھا کہ « اقبال کلب » نامی ایک ادارہ قائم ہوا اور اس کے مختلف پروگراموں مین سرمہا راجہ کشن پرشاد یمین السلطنت حکومت آصفیہ کا شریک ہونا دکن مین اقبال کی مقبولیت ھی ظاھر نہین کرتا بلکہ سرکاری و علمی حلقوں مین انکی قدر دانی کا بھی مظہر ھے۔ اس کلب کے سکرٹری جناب افضل علی تھے اور اسکے بانیوں مین مولوی محمد عزیز مرزا صاحب اور مولوی فیاض علی وغیرہ تھے ۔ مثل شان ۲۳ صیغہ پرائیویٹ سکرٹری ۱۳۲۵ھ متعلقہ دفتر راجہ سرکشن پرشاد بہادر پیشکار مدارالمہام سرکار عالی کے ذریعہ اس کلب کے سلسلے مین معلومات ملتی ھین اور نیز اسکے ایک سالانہ جلسہ مین شرکت کی دعوت ملنے پر مہاراجہ بہادر کا نظام دکن سے اجازت طلب کرنا اور نظام کا حسب ذیل فرمان جاری کرنا علم مین آتا ھے » ۔

«آپ کی عرضداشت معروضہ ٦ شعبان المظم ۱۳۲۵ھ ملاحظہ کی گئی میری سالگرہ کی تقریب مین اقبال کلب کا سالانہ جلسہ جو مرزا فیاض علی صاحب کے مکان میں ہونیوالا ھے اس میں آپ شریک ہوسکتے ھیں »

(میر محبوب علی خان بہادر) پرانی حویلی ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ

حیدرآباد میں علامہ اقبال رح کے توسیعی لکچرز : ۱۹۰۸ع اور اسکے بعد دو (۲) مرتبہ علامہ اقبال رح کے دورہ حیدرآباد کا تذکرہ

بعض کتابوں میں ملتا ہے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد سے اقبال کے شخصی و دوستانہ مراسم تھے چنانچہ انکے دور وزارت عظمی

۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء تا ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء اور ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۵ء تا ۱۳۵۵ء / ۱۹۳۵ء میں

علامہ مرحوم نے اسفار حیدرآباد اختیار کئے۔

۱۹۲۹ء میں انہوں نے جامعہ عثمانیہ کی دعوت پر حیدرآباد کا دورہ کیا اس سلسلے کی اولین معلومات دفتر معتمد سرکار عالی صیغہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ کی مثل نشان ۴۶/صیغہ یونیورسٹی بابتہ ۱۳۳۸ف سے ملتی ہیں۔

مجلس اعلی جامعہ عثمانیہ کے اجلاس ۸۲ منعقد ۲۲ دے ۱۳۳۸ف م ۲۶ نومبر ۱۹۲۸ء بصدارت سر اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ بہادر میں حسب ذیل دیگر ارکان شریک تھے۔

نواب مرزا یار جنگ بہادر

مہدی یار جنگ بہادر

علی نواز جنگ بہادر

مولوی محمد عبدالرحمن خان صاحب

سید محمد حسین صاحب

میجر فرحت علی صاحب

اس اجلاس کے ایجنڈہ کا فقرہ (۲۱) علامہ اقبال کو توسیعی لکچرز کے لئے حیدرآباد مدعو کرنے سے متعلق تھا۔ چنانچہ قرار پایا کہ

« ڈاکٹر سر محمد اقبال کو لکھا جائے کہ مدارس جانے ہوئے حیدرآباد میں ٹھیر کر تین لکچر بمعاوضہ ایک ہزار کلدار دیں۔ لکچروں کے مضامین کا انتخاب انکی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے البتہ اسقدر تحریک کردیجائے کہ بہتر ہوگا کہ انگریزی میں « تصوف » پر دو لکچر اور اردو میں نظم اردو » پر ایک لیکچر ہو۔ مثل محولہ بالا)
اس سلسلے کے دعوت نامہ کے جواب میں ڈاکٹر اقبال نے لکھا »۔

" Thanks for your telegram which I received a moment ago. I hope to be able to reach Hyderabad before the 15th of January, 1929. So that you can Fix my Lecturers for 15th, 16th and 17th. In fixing the time for the lecture on the 17th I would request you to bear in mind the fact that I propose to leave Hyderabad on thc same day i,e. 17th.

Yours truly,

Sd.

Mohammed Iqbal.

Lahore,

9th December 1928.

مذکورہ بالا خط کس نام لکھا گیا تھا یہ معلوم نہ ہوسکا البتہ شروع کاروائی سے جناب حمید احمد انصاری مسجل (Registrar) جامعہ عثمانیہ کا نام انکی اور معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ کی خط و کتابت میں ملتا ہے اور انہوں نے ہی مذکورہ خط کی ایک نقل روانہ کرتے ہوے معتمد صاحب موصوف سے گذارش کی تھی کہ :-

• ڈاکٹر سر محمد اقبال کو انکے اعزاز کے لحاظ سے سرکاری دارالاضیاف (گسٹ هاوز) میں بطور سرکاری مہمان کے ٹھرانا مناسب ہوگا۔

بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے ایک دوسرے خط میں جو ۲۱/دسمبر ۱۹۲۸ع کا تحریر کردہ اور جو انکے لیٹر پیڈ پر لکھایا ہوگا (کیونکہ اس خط کے بائیں جانب

Dr. Sir Mohammed Iqbaj, MLC
Barrister-at-law,
Lahore''

لکھا ہوا ہے۔ حسب ذیل تحریر کیا ہے :-

"The following three lecturers wil! be delivered both at Madras and Hyderabad in the order mentioned below :

1. Knowledge and Religious experience.
2. The Philosophical test of revealations of religious experience,
3. The Conception of God and the meaning of Prayar.

Yours sincerely,
Sd.
Mohd. Iqbal.

اس دوسرے خط کی نقل بھی رجسٹرار جامعہ عثمانیہ نے محکمہ معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ کی خدمت میں روانہ کی ھے واضع رھے کہ مذکورہ محکمہ داخلہ (Home Dept.) کے مماثل تھا اور تعلیمات مع یونیورسٹی اسکے تحت تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے دونوں خطوط کی نقول بھی مذکورہ مثل اور محکمہ سیاسیات (Political Secy.'s Office) کی مثل نشان بابتہ ۱۹۲۸ مین شامل کیگئی ھیں اس سے اندازہ ھوتا ہے کہ انکے اصل (Originals) دفتر مسجل (رجسٹرار) جامعہ عثمانیہ سرکار عالی کی امثلہ میں محفوظ ھونگے جسکا نشان مثل ۵۳ بابتہ ۱۳۳۸ ف اور مقدمہ « اکسٹنشین لیکچرز کیلئے ڈاکٹر سر اقبال کو دعوت » ھے۔ یہ امثلہ دفتر ریاستی اسناد میں برائے تحفظ موجود نہیں ھیں۔

سرکاری مہمان

علامہ اقبال کو سرکاری دارالاضیاف (Guest House) میں ٹھیرانے کی نست محکمہ عدالت و کوتوالی وامور عامہ اور محکمہ سیاست کے درمیان جو کاروائی چلی ھے اسکے بعد دلچسپ و عبرت انگیز پہلو بھی ھیں جن سے اسبات کا بھی اظہار ھوتا ھےکہ مختلف وجوھات کی بناء پر حکومت سرکار عالی کے بعض وزیر اور عہدیدار ڈاکٹر اقبال کو سرکاری مہمان بنانے یا انکا سرکاری سطح پر استقبال کرنے سے متفق نہیں تھے۔ خود نظام حیدرآباد نے بھی دبے لفظوں میں « بلاوسطہ » میں ڈاکٹر اقبال کے ٹھیرائے جانے پر اپنی نا پسندگی کا کا اظہار کیا ھے لیکن غالباً مہاراجہ کشن پرشاد کی شخصی دلچسپی

کیوجہ یا اس موقعہ پر اپنی عدم موجودگی کیوجہ وہ (یعنی نظام) کچھ زیادہ مداخلت نہیں کرسکے۔

پہلی مرتبہ مسجل صاحب کے مراسلتہ کے ردعمل کے طور پر جو تاثر معتمد عدلت نے اپنے محکمہ کی مثل میں دیا وہ یوں ھے۔

« مجھے معلوم ہوا ھے کہ یہ یہاں نہ آسکنگے اور شاید وقت بھی گذر گیا » (۱۳/ بہمن ۱۳۳۸ ف)

حالانکہ اس روز ڈاکٹر اقبال کا وہ خط بھی آیا تھا جسمیں انہوں نے توسیعی لکچرز کیلئے جامعہ عثمانیہ کی دعوت قبول کرلی تھی - بہر حال مسجل جامعہ عثمانیہ کے بار بار اصرار اور محکمہ عدلت و کوتوالی و امور عامہ و نیز محکمہ سیاسیات کی تحریک و گذارش پر صدر اعظم بہادر مہاراجہ سرکشن پرشاد کی خدمت میں معاملہ پہنچا تو موصوف نے حکم دیدیا کہ «

« یہ سرکاری مہمان رکھے جائیں سرکاری مہمان بنانا اقتداری صدر اعظم ھے - اس خصوص میں عمل درآمد پیش کردیا گیا ھے۔ اعلحضرت کے زحمت دینے کی کس حالت میں ضروری نہیں معلوم ہوتا - آئندہ سے اس کی پابندی کیجائے کہ کوئی مہمان بغیر منظوری صدار اعظم نہ ٹھیرایا جائے - البتہ ایسے مہمان جو پوزیشن رکھتے ہوں اسکے متعلق پیشگاہ خسروی میں اطلاع دینا صرف اسلئیے مناسب ھے کہ سرکار کو اپنے مہمان کی اطلاع رہے » دستخط مہاراجہ کشن پرشاد (مثل نشان پولٹیکل سکرٹری آفس مقدمہ مورخہ

۳۰ رجب ۱۳۴۷ھ) صدر اعظم کے اس حکم کے باوجود محکمہ سیاسیات کے بعض عہدیدارن کا اصرار رہا کہ ۔

« بلا وسٹہ باقی رہ گیا ھے جس میں مہانوں کی فروکشی کا انتظام ہوتا ھے اور اس مکان کے متعلق فرمان مبارک مترشدہ ۱۰/ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ شرف اصدار پایا ھےکہ بلا اجازت اقدس و اعلی اس مکان میں کسیکو ٹھرایا نہ جائےاس صورت میں بلا منظوری اعلحضرت اس مکان میں ٹھیرانا ممکن نہیں ھے » ۔

(معتمد سیاسیات یکم فروری ۱۳۳۸ ف مثل نشان بعنوان)

چونکہ نظام دکن ان دنوں کلکتہ میں مقیم تھے اس لئے با امید منظوری (یابادل نخواستہ ڈاکٹر صاحب کے قیام کا انتظام کردیا گیا البتہ جب نظام دکن کی خدمت میں عرضداشت مورخہ یکم محرم الحرم ۱۳۴۸ھ پیش کیگئی تو انہوں نے جو فرمان جاری کیا اسکا لب و لہجہ ملا خط ہو » ۔

« بجو معزز اشخاص کے بلاوسٹہ میں کسی کو نہ ٹھیرایا جائے اسکی اجازت صدر اعظم کو دیجاتی ھے جو انکے صوابدید پر چھوڑ یا گیا ھے ۔ رہا معمولی حثیت کے اشخاص وہ [دوسرے گسٹ هاوس میں ٹھیرائے جاسکتے ھیں » (دستخط نواب عثمان علی خان صاحب مورخہ ۱۹/محرم الحرام ۱۳۴۸ھ ایضاً)

ڈاکٹر اقبال کے قیام حیدرآباد کا مسئلہ حل ہوجانے کے بعد انکے توسیقی لکچرز کیلئے « ٹاون هال » کے استعمال کی اجازت کا

حصول بھی ایک مسئلہ تھا اور چونکہ اعلحضرت سے اسکے استعمال کی اجازت بھی حاصل کرنا ہوتی تھی اسلئے حسب ذیل عرضداشت صدر اعظم کی جانب سے انکی خدمت میں گذرانی گئی ۔

« مسجل صاحب جامعہ عثمانیہ نے لکھا ھے کہ جامعہ مذکور کی جانب سے لاھور والے ڈاکٹر سر محمد اقبال کو تین مسلسل لکچرز بتاریخ ۱۵/۱۶/۱۷ جنوری ۱۹۲۹ع دینے کے لئے مدعو کیا گیا ھے اسلئے انہوں نے استدعا کی ھے کہ تواریخ مذکرہ میں ٹون ھال کے استعمال کی اجازت پیشگاہ اقدس و اعلی سے حاصل کیجائے ۔

پس اگر بمراحم خسروانہ بتقریب مندرجہ صدر تواریخ معروضہ بالا میں ٹون ھال استعمال کرنے کی اجازت کا مرحمت فرمایا جانا پسند خاطر تقدس ہو تو مسجل صاحب کو جلد مطلع کردیا جائیگا »
(معروضہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ منقولہ مثل نشان ۱۲۳۸/۳۵/۴ف دفتر پیشی صور اعظم باب حکومت صیغہ سیاسیات)

مذکورہ بالا مثل میں اس عرضداشت پر جاری کردہ کوئی فرمان موجود نہیں ھے ۔ اس وقت تین سرکاری گیسٹ ھاوز حیدرآباد میں موجود تھے ۔ لیکن ان تینوں میں بمنظوری سرکار مسٹر ٹرنچ ۔ مسٹر شاف ۔ مسٹر نبی و مسٹر وستم جی فریدون جی مستقل ظور پر سکونت پذیر تھے اور صرف بلاوستہ باقی رہ گیا تھا جس میں سرکاری مہمانوں کو ٹھہرایا جاسکتا تھا ۔

(واضع رھے کہ اس دور مین جناب ایس۔ایم مہدی (مہدی یار جنگ بہادر ایم۔اے (اکسن) معتمد محکمہ سیاسیات تھے)

جسطرح با امیدی سرکار عالی ڈاکٹر اقبال کو سرکاری مہمان خانہ میں ٹھیرا گیا تھا اسیطرح مثل $\frac{LIO}{C78}$ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ھے کہ غالباً ٹیلی فون پر زبانی منظوری پیشی نظام سے دے دیگی ہوگی اور ٹاون ہال میں ڈاکٹر صاحب کے لیکچر ہونے ہونگے۔

جناب انصاری صاحب مسجل نے جس تیسرے مسئلہ میں عہدیداران محکمہ عامرہ سرکار عالی کو لکھا وہ ڈاکٹر اقبال کے استعمال کیلئے موٹر کار کی فراہمی کا معاملہ تھا چنانچہ محکمہ عامرہ نے ایک Paige Car بھجوانے کے انتظام کی بابت اطلاع دی۔

مہاراجہ کشن پرشاد کی میزبانی :- ڈاکٹر اقبال یونیورسٹی کی دعوت پر آئے تھے اور سرکاری مہمان کی حثیت میں تین روز کیلئے حیدرآباد میں مقیم رہے۔ مہاراجہ کشن پرشاد نے بھی بہ حثیت صدر اعظم انہیں ڈنر پر مدعو کیا چنانچہ صدر اعظم کے اے۔ڈی۔سی جناب کیپٹن محمد علاء الدین نے مہدی یار جنگ بہادر معتمد سیاسیات کو اطلاعاً لکھا ” آیندہ چہارشنبہ ۱۶/ جنوری ۱۹۲۹ع کو عالیجناب سر مہاراجہ صدر اعظم بہادر نے ڈاکٹر سر محمد اقبال و دیگر چند عہدیداروں کو ڈنو پر مدعو فرمایا ھے جس میں تقریباً ۶۰ مہمانان ہونگے لہذاہ براہ کرم مسٹر نارائن سوامی کو ڈنر کے ضروری انتظام کی نسبت حکم فرمایا جائے “ نشان مثل $\frac{LIO}{C76}$ اس سلسلے کی مزید تفصیلات حسب ذیل ھیں۔ منتظم کارخانجات سرکارعالی نے مذکورہ ڈنر کے اخراجات کیلئے پچاس روپیے پشگی کی منظوری حاصل کی۔ یعنی انہوں نے مبلغ سو روپیے علی الحساب

اس مد میں حاصل کلئے صیغہ حساب دفتر سیاسیات کی رو سے ڈاکٹر اقبال کی مہمانداری پر ایک سو پانچ روپیے پانچ آنے اڑتالیس چھ پائی یا اڑتالیس روپیے چار آنے کلدار خرچ ہوئے

اور انہیں صدر مد (۱۵) اخراجات سیاسی ذیلی مد (۵) خدمت و تواضع (٤) ابواب مختصہ اخراجات باورچیخانہ میں شمار کرنے کی بابت نوٹ لکھا گیا لیکن صیغہ دار کی تجویز پر معتمد صاحب نے صادر فرمادیا کہ ان اخراجات کی ادائیگی کی بابت عثمانیہ یونیوسٹی کو لکھا جائے (مثل نشان $\frac{L10}{C78}$ چنانچہ مدگار معتمد صاحب محکمہ سیاسیاب کی طرف سے جناب مسجل صاحب جامعہ عثمانیہ کو حسب الحکم صدر المہام بہادر سیاسیت حسب ذیل مراسلہ لکھا گیا۔

آپ کی تحریک کی بناء پر ڈاکٹر سر محمد اقبال کی مہمانداری سرکاری گسیٹ ہاوز میں کیگئی اس سربراھی کی بابت (ماصہ) ایکسو

۶/۵ پر

پانچ روپیے پانچ آنہ چھ پائی سکہ عثمانیہ اور (6-5-105) اڑتالیس روپیے چار آنے سکہ کا خرچ عائد ہوا۔ اصل حسابات مرسل ھیں۔ براہ کرم رقم مصرحہ بالا بغرض تصفیہ محکمہ ھذا پر روانہ فرمائے جائیں۔ (ایضاً)

٨٤ اجلاس مجلس اعلی جامعہ عثمانیہ منعقد ۲۵ فروری ۱۳۳۸ ف مطابق ۲۱ فروری ۱۹۲۹ ع جسمیں سر اکبر حیدری نواب حیدرنواز جنگ بہادر (صدر) لفٹنٹ کرنل آراج تنویکس ٹرنچ سی۔ آئی نواب اکبر یار جنگ بہادر۔ مولوی خان محمد فضل خان صاحب مولوی محمدعبد الرحمن خاں صاحب۔ میجر فرحت علی صاحب۔ شریک تھے حسب ذیل قرارداد منظور کی۔

« (٤) قرار پایا کہ ۔ ۔ ۔ ۵ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے ضیافت کے مصارف ذیل بشرط تنقیح صدر محاسبی اکسٹنشن لکچرز کی گنجائش سے منظور کئے جائیں ۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال ۔ (۴۰۰) سکہ عثمانیہ

۸۵ اجلاس مجلس اعلی جامعہ عثمانیہ منعقدہ ۲۱ خورداد ۱۳۳۸ف م ۲۵ اپریل ۱۹۲۹ع جس میں سر اکبر حیدری ڈاکٹر حیدر نواز جنگ بہادر لفٹنٹ کرنل آراچ تیونکس ٹرنچ سی آئی ای نواب اکبر یار جنگ بہادر ۔ نواب علی نواز جنگ بہادر ۔ نواب جیون یار جنگ بہادر ۔ مولوی خاں فضل محمد خان صاحب ۔ مولوی محمد عبد الرحمن خان صاحب میجر فرحت علی صاحب شریک تھے ۔ حسب ذیل سفارشات منظور کئے گئے »

(۱) قرار پایا کہ مبلغ اڑتالیس روپیے کلدر مبلغ ایکسو پانچ روپیے ۵ آنے ٦ پائی سکہ عثمانیہ سرکاری گیسٹ هاوز میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی مہمانداری کے مصارف کی ادائیگی کیلئے
ا لیکچرز کی گنجائش سے منظور کئے جائیں ۔

سرکاری مہمان شہر آنے کے باوجود معتمد سیاسیات کا جامعہ عثمانیہ سے اخرجات مہمانداری طلب کرنا قابل غور ھے ۔

مہاراجہ کشن پرشاد نے جو ڈنر دیا تھا اسکی تفصیلی کیفیت سطور بالا میں ملاحظ کیجاسکتی ھے البتہ ایك دوسری مثل سے اس صوفہ کے ضمن میں معلومات ملتی ھیں جو اس موقع پر ضیافت و

عطائے تحایف کے سلسلے میں ہوا۔ تفصیلی کیفیت کے بجائے مثل مذکورہ میں چھ قطعہ رساید شامل ہیں جن سے حسب ذیل دلچسپ معلومات ملتی ہیں۔

(۱) رسید ۹ بتاریخ : (I) بیدری اگالدان رقمی
۱۵ فروردی ۱۳۳۸ ف پندرہ روپیے
بنام مہاراجہ کشن پرشاد بہادر : (II) " حقہ " چالیس روپیے
(بیدری سامان جو ۱۷/اسفندار : (III) " ڈبیہ " دس روپیے
۱۳۳۸ ف کو خریدا گیا جملہ ۶۰ روپیے

مذکورہ سامان انڈین کو پرٹیو انڈسٹریل سوسائٹی لمیٹڈ چادرگھاٹ حیدرآباد سے خریدا گیا۔

(۲) رسید ۱۹۷ تاریخ ندارد۔ بدری پرشاد نانکرام جوہری واقع چارکمان حیدرآباد دکن سے مبلغ سنیتالیس روپیے میں انگوٹھی بٹن وغیرہ خریدے گئے (رسید شکستہ ہندی میں ہے۔

(۳) دوکان رام نارائن بہادر مل واقع دیوڑھی نواب سالار جنگ بہادر حیدرآباد دکن سے ۷/ رمضان ۱۳۴۷ھ مبلغ نود (-/90) روپیے سکہ عثمانیہ کا پارچہ خریدا گیا۔

(٤) رسید ۸۹۸ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۹ع بنام صدر اعظم باب حکومت ایکسو جوالیس روپیے کلدار (مساوی ایکسو پنیسٹھ روپیے ۶ آنہ ۸ پائی سکہ عثمانیہ) برائے فوٹوگرافی راجہ دین دیال اینڈ سنس آرٹ فوٹوگرافک سیلون سکندرآباد دکن نے حاصل کئے۔

(۵) داروغہ ارباب نشاط نے مبلغ -/84 سکہ عثمانیہ بابتہ معمول طوائف پر ڈنر ڈاکٹر سر اقبال بہ دیوڑھی سرکار دفتر باب حکومت سرکار عالی سے ۲ آذر ۱۳۳۹ف وصول کئے ۔ (مثل ۱۷ - ۱۳۳۸ف اسناد صیغہ حساب باب حکومت) اسطرح جملہ خرچہ بہ ضمن ضیافت و عطائے تحائف پر ایک ہزار چار سو اڑتالیس روپیے

بضمن مہمانداری ڈاکٹر اقبال بہ سرکاری گسٹ ہاوز جو خرج عائد ہوا تھا اسکے سلسلے میں مبلغ اڑتالیس روپیے چار آنے کلدار اسپنسر کمپنی کو ایصال کردینے کی اطلاع بھی ایک مراسلہ ۔ یاد داشت میں دیکھی گئی ہے ۔ (مثل $\frac{L10}{C78}$

سر محمد اقبال کو دوسرے توسعی لکچر کی دعوت :

• ڈاکٹر اقبال کا ۱۹۲۹ع میں دورہ حیدرآباد آخری نہ ہوتا اگر وہ جامعہ عثمانیہ کی دعوت پر اپنے دوسرے توسیعی لکچر کیلئے ۱۹۳۰ میں حیدرآباد تشریف لاتے ۔ اجلاس ۹۵ مجلس اعلی جامعہ عثمانیہ منعقدہ ۱۰ آذر ۱۳۳۹ف مطابق ۲۰ ۔ اکٹوبر ۲۹ع جس میں سر اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ بہادر (صدر) کرنل آر ایچ شنزکس ٹرنچ ۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر ۔ نواب جیون یار جنگ بہادر ۔ مولوی خان فضل محمد خان ۔ مولوی محمد عبدالرحمن خان صاحب ۔ میجر فرحت علی صاحب شریک تھے حسب ذیل قرارداد پاس کیگئیں تھی ۔

(۲) قرار پایا کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کو لکھا جائے کہ گذشتہ

سال وہ جو لیکچرز دیے تھے انکے سلسلے کے بقیہ تین لیکچرز
بمعاوضہ ایک ہزار کلدار اسفندار ۱۳۳۹ف م جنوری ۱۹۳۰ع میں
دین اور یہ بھی لکھا جائے کہ ایک عام پسند لیکچر اردو میں کسی
مضمون پر (جسکو وہ انتخاب کرین) دین
دوران قیام بلدہ میں وہ جامعہ کے مہمان رہینگے۔
چنانچہ مولوی حمید احمد انصاری بی اے مسجل جامعہ عثمانیہ کے جواب
میں ڈاکٹر اقبال نے جو خط ۳۔ جنوری ۱۹۳۰ع لاہور سے لکھا
وہ حسب ذیل تھا۔

My Dear Mr. Ansari,

Thank you so much for your letter which I received a moment ago. I am sorry to tell you that It will not be possible for me to come to Hyderabad in the end of January as you suggest. Last time I could manage the journey as I had left Lahore for about a month. This time it is not possible to manage in the same way. The journey to Hyderabad and stay there must take more than two weeks. My absence from Lahore for such a long time must necessarily upset every arrangement.

Hoping you are well.

Yours sincerely,
Sd.
Muhammed Iqbal.

یہ خط بھی علامہ کے لیٹر پیڈ پر جس کے کونے پر

Dr. Sir Mahammad !qbal
M.L.C.

Barrister-at-Law
Lahore
3rd January 1930

لکھا ہوا ہے اسکی نقل مثل نشان ٤٦ ۔ صیغہ یونیورسٹی - ۱۳۳۸ف
دفتر معتمد سرکار عالی صیغہ عدالت و کوتوالی و امور عامہ میں موجود ہے
ادارۂ معارف اسلامیہ :

حیــدرآباد سے واپسی کے بعد ڈاکٹر اقبال نے اپنے لیٹر پیڈ پر جو خط لاہور - ۲٦ - فروری ۱۸۲۹ع ادارہ معارف اسلامیہ کے سلسلے میں سرامین جنگ کو لکھا تھا وہ ریاست حیدرآباد سے انکی توقعات پر روشنی ڈالتا ہے ۔ —

"My dear Sir Amin Jung,

I am enclosing herewith a copy of ادارۂ معارف اسلامیہ and request you, on behalf of the Provincial Committee of Muslim professors and learned men, to place it before H. E. H. the Nizcm. The idea is to revise and preserve the traditions of Muslim culture in Asia. In the way alone, it is thought we can impress our countrymen and also to infuse some faith tn those who appear to be sceptical about the vitalising power of the culture of Islam. But it is not possible to begin the work tiil we have got some substantial help from Muslim Princes and especially the crown of them all - H. E. H. the Nizam. Through you I approach him in the hope that you will impress upon H.E.H. the atmost importance of the work that we propose to

undertake. The larger interests of Islam and of humanity badly need such a work. I am also going to approach other Moslim Princes in the country. I would feel much obliged if you be good enough to explain to H. E. H. the immediate necessity of our work and to secure help from him in this course which many muslims hold dear. Please read these printed pages carefully so that you may be able to explain to H. E. H. all the aspects of the matter. Hoping you are well and asking pardon for encroaching upon your time.

Yours sincerely.

Sd.

Mohammed Iqbal.

PS: I may also indicate that if we are sure of an income of at leas t three thousand a year we shall forthwith start the work. Ido not expect more than 500/- a year from Bhopal and Bahawalpur each. Public subscriptios will not be raised except in the case of highly prominent men who understand the meaning and value of our work.

(نقل)

سرامین جنگ بہادر جو صدار المہام پیشی نظام تھے انہوں نے ڈاکٹر اقبال کا مذکورہ خط منسلکہ نواب عثمان علی خان بہادر نظام حیدرآباد کی خدمت میں پیش کردیا چنانچہ انکا فرمان شرح صدور لایا کہ۔ —

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا خط منسلکہ مرسل ہے۔ واپس گذرانکر کونسل کی رائے عرض کیجائے۔

شرح دستخط نظام مورخه ۲٤/صفر المظفر ۱۳٤۸ھ

(مثل نشان ٤ - ۳ - ۱۳۳۸ف عدلت دفتر مہاراجہ سر صدراعظم بہادر باب حکومت چنانچہ صدر اعظم بہادر نے محکمہ عدالت (تعلیمات) کے توسط سے حسب ذیل عرضداشت نگاہ خسروی میں گذارنے کی سعادت حاصل کی ۔ —

خطمعروضہ صدر مین سر محمد اقبال نے منجانب پرو ونیشیل کمیٹی مسلم پروفیسر و علماء استدعا کی ھے کہ انکا خیال ھے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کی اصلاح اسطرح کرسکتے ھیں کہ روایات مسلم ادب کو از سر نوزندہ کیا جائے اور جو لوگ ادب اسلام کے زندگی بخش و بیدار کن اثرات کے قائل نہیں ھیں ان میں اس طرح تیقین پیدا کیا جائے ۔ لیکن تاوقتیکہ اسلامی ریاستوں میں تمام ریاستوں کی سرتاج خصوصاً ریاست ابد مدت حیدرآباد دکن ھماری مالی امدادنہ فرمائے ہم اس اہم کام کو کسیطرح شروع نہیں کرسکتے ۔ اسلام اور نبی بوع انسان کے مفاد کا مقتفی بھی ھے کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ کام شروع کردیا جائے ۔

ھمکو کم از کم تین ہزار روپیے سالانہ آمدنی کا یقین ہوجانے تو ہم اس وقت کام شروع کردین ۔ ھمیں ریاست بھوپال اور بہاولپور سے پانسو سالانہ سے زیادہ کی امید نہیں ھے ۔ عوام سے چندہ کا مطالبہ نہ کیا جائیگا کہ اعلی طبقہ کے حضرات ھی ھمارے اس کام کے مقصد اور فائدے کو بخوبی سمجھ سکتے ھیں ۔

امید ھے کہ حضرت اقدس و اعلی کی عالمانہ توجہ مسلم طبقہ کے اس عزیز کام کیلئے بہر اعانت و امداد مبذول ہوگی۔ ادارہ کی وسعت کا رجن دائرون پر حاوی ہوگی اسکی نیز دیگر مقاصد و اغراض اداوہ کی تفصیل پیش کردہ مطبوعہ رسالہ سے معلوم ہوسکتی ھے۔

بدریافت ناظم تعلیمات نے معروضہ کیا ھے کہ ادارہ معارف اسلامیہ کے مقاصد بہت اچھے ہیں لیکن اسکے متعلق معروضہ حاشیہ امور قابل غور ہیں۔

۱- اسکا پروگرام اور مجوزہ دائرہ عمل بہت وسیع ھے۔

۲- اصطلاحی نقطہ نظر سے داعیان کی موزونیت اکثر شعبہ جات مجوزہ کیلئے محدود ھے۔

۳- داعیان کے منصبی کاروبار کیوجہ سے انکو بہت کم وقت اس کام کیلئے مل سکتا ھے۔

ان وجہ سے اس کام میں بہت زیادہ کامیابی کی توقع نہیں کیجاسکتی ہے۔

ساتھ ھی ناظم تعلیمات نے یہ بھی معروضہ کیا ھے کہ ایسا معلوم ہوتا ھے کہ داعیان کی فہرست میں اکثر نام محض نمائشی ہیں) اور درحقیقت سر محمد اقبال اس کام کے روح رواں ہونگے۔ سر محمد اقبال کی درخواست سے ظاہر ھے کہ ان کو اس ریاست ابدمدت سے

دو ھزار کادار سالانہ کی امداد کی توقع ھے ۔ سر محمد اقبال کی شخصیت و شہرت کا لحاظ فرمائے ھوئے اگر سرکار مناسب خیال فرمائیں تو (۳) سال کیلئے دو ھزار کادار سالانہ کی امداد دیجاسکتی ھے ۔ ادارہ معارف اسلامیہ کی قوت عمل کا اندازہ ان سال بخوبی ھوسکتا ھے ۔

معتمد تعلیمات نے عرض کیا ھے کہ انہیں ناظم تعلیمات کی رائے سے اتفاق ھے صدر المہام بہادر فینانس نے عرض کیا ھے کہ چونکہ ادارہ کے مقاصد واضح نہیں تھے اور یہ بھی صاف طور پر نہیں معلوم ھوتا تھا کہ کس قدر رقم کی ضرورت ھے اور وہ کسطرح صرف کیجائیگی ۔ اسلئے اب اسبارے میں انہوں نے ڈاکٹر سر محمد اقبال سے دریافت کیا تھا ۔ سر اقبال کے پاس سے جو جواب وصول ھوا ھے اس سے واضح ھے کہ اسلامی علوم کی تحقیق کا جو کچھ کام اب تک ھوا ھے وہ زیادہ تر ادبی و تاریخی میدانون میں ھوا ھے اور ان کا مقصد ادارہ کے قیام سے یہ ھے کہ مسلم محققین کو یکجا جمع کیا جائے جہاں وہ علاوہ ادبی و تاریخی مضامین کے ریاضی ۔ طبعیات کیمیا اور دوسرے سائنٹفیک علوم میں اپنی تحقیق و تدقیق کے نتائج ماھرین و مبصرین کے سامنے پیش کریں ۔ ڈاکٹر اقبال نے اسکی بھی صراحت کی ھے کہ ادارہ کی آمدنی مدات معروضہ ذیل صرف کیجائیگی ۔

(۱) نتائج تحقیق کی اشاعت میں خوبصورت کتاب ھوگی یا بہ شکل روئداد جلسہ ادارۃ

(۲) اھم کتب نصاب کی مشرحہ اشاعت ۔

(۳) دعوت یورپین مستشرقین جبکہ گنجائش اجازت دے۔

(٤) تمدن اسلام کے متعلق یورپین اور دیگر زبانوں میں جو کتب تصنیف ہوں انکا جمع کرنا۔ بشرطیکہ گنجائش اجازت دے۔

(٥) عجائب خانہ جب کہ رقم اجازت دے۔

(٦) ایسے مستشرقین کا کرایہ ریل وغیرہ ادا کرنا جو اپنے صرفہ سے ادارہ کے اجلاس میں شرکت نہ کرسکیں۔

ڈاکٹر اقبال نے یہ بھی عرض کیا ھے کہ رسالہ اسلامک کلچر اس ادارہ کا آرگن قرار دیا جائیگا۔

ادارہ کے مقاصد کے مدنظر ارر اس امر کے مدنظر کہ اسکی قیادت ڈاکٹر اقبال نے اپنے ذمہ لی ھے ادارہ سرکار عالی کی سرپرستی کا مستحق ھے۔ مقدار امداد کو سررشتہ فینانس باب حکومت کے صوابدید پر منحصر رکھتا ھے کہ دو ھزار (۲۰۰۰) کی حد تک جو رقم مناسب تصور کرے تجویز فرمائے۔ یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ھے کہ باب حکومت میں پیش ہونے سے قبل جامعہ عثمانیہ کی رائے اس بارے میں حاصل کرلیجائے۔

مجلس اعلی جامعہ عثمانیہ نے اپنے اجلاس (۹۹) منعقدہ ۲٤/ اسفندار ۱۳۳۹ ف م (۲٦/جنوری ۱۹۳۰ء) میں تحریك زیربحث کے متعلق سررشتہ تعلیمات سے ھی فراھمی گنجائش کا اظہار کیا۔ لیکن بدریافت ناظم سررشتہ معروضہ صدر نے سررشتہ کی روز افزوں ضروریات کے مدنظر عدم گنجائش کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا ھے

کہ اگر سرکار ابد قرار امداد عطا کرنا مناسب خیال فرمائیں تو زائد از موازنہ منظوری صادر فرمائی جائے۔

یہ کاروائی بعد گشت کونسل کے اجلاس منعقدہ ۱۵ / دے ۱۳۴۵ف میں پیش ہوئی جس میں بالاتفاق قرار پایا کہ دو ہزار روپیے کلدار سالانہ کی آمداد تین سال کیلئے منظور فرمائی جاسکتی ہے۔ (۱۷ / شعبان المعظام ۱۳۴۹ھ) (ایضاً) چنانچہ "عرضداشت صیغہ تعلیمات معروضہ ۱۷ / شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ جو لاهور والے ڈاکٹر سر محمد اقبال کے مجوزہ ادارہ معارف اسلامیہ کی امداد کی نسبت ہے" کے تقدیمی جملوں کے ساتھ حسب ذیل فرمان جاری ہوا، — "حکم" کونسل کی رائے مناسب ہے۔ جسپر ادارہ مذکورہ کو تین سال کیلئے دو ہزار روپیہ (۲۰۰۰) کلدار سالانہ کی امداد دیجائے۔ شرحدستخط نظام مورخہ ۱۸۔ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ)

ادارہ معارف اسلامیہ لاهور کی ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد کے ذریعہ اس امداد کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس قرار داد کے سلسلے میں مسٹر محمد اقبال پروفیسر پرشین اورینٹل کالج لاهور و ایکٹنگ سکرٹری ادارہ مذکورہ نے جو خط صدر آعظم (بصیغہ تعلیمات) کے نام لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے، —

" The provisionel working committee of the

IDARA-I-MAARIF ISLAMIA (ادارہ معارف اسلامیہ)

met on the 25th of March 1931 in the Oriental College Lahore, under the chairmanship of Dr: Sir Mohammed Iqbal, M.A., Ph D., Bar-at-law, a resolution thanking His Exalted

Highness the Nizam for the annual grant of Rs. 2000/- to the IDARA was unanimously passed. I have been authorised by the Chairman (Dr. Sir Mohammed Iqbal) to acknowledge receipt of your letter No. 35 dated 5 Urdibihist 1340 and to request you to convey to His Exalted Highness our most sincere gratitude for the grant. The committee is also thankful to you and to the Finance Department for drawing the attention of His Exalted Highness to the request of Dr. Sir Mohammed Iqbal and securing the grant.

Necessary rules and regulations are being framed for starting the work of the IDARA and as soon as they are ready your instructions with regard to receiving paymen of tbe grant will be carried out.

I have the honour to be,
Sir
Your most obedient servant
Sd. Mohammed Iqbal.
Professor of Persian, Acting Secretary.

Dt. 30 March 1931

(مثل نشاں ایضاً)

Oriental college, یہ خط جسکی نقل مثل مذکورہ میں شریك
Lahore کے لیٹر پیڈ پہ معلوم ہوتی ھے اور اس کے انداز تحریر و
و مواد سے معلوم ہوتا ھے کہ یہ علامہ اقبال کے بجائے کسی دوسرے
محمد اقبال کا ھے جو مذکورہ کالج میں فارسی کے پروفیسر تھے -
لیکن صدر آعظم باب حکومت (بصیغہ تعلیمات) کے معروضہ مورخہ
۱٤ / صفرالمظفر ۵۰ء کی روسے اسکی نسبت ڈاکٹر سر محمد اقبال

سے کرنے ہونے اسے انہوں نے حضور نظام کی خدمت میں پیش کیا ہے ۔ (فینانس اور دوسرے متعلقہ محکموں کی امثلہ دیکھ کر ہی صحیح رائے قائم کیجاسکتی ہے کیونکہ مثل ھذا میں اسکی نقل معتمد داخلہ مسٹر اظہر حسن (Home Secy.) کی دستخط سے بطور True Copy شریک ہے اور اس سے ٹھیک اندازہ نہیں ہوتا)۔

ڈاکٹر اقبال کے ادارہ معارف اسلامیہ کو دو ہزار کلدار سالانہ امداد کے سلسلے میں جو خط وکتابت اور عہدیداران سرکارعالی کے درمیان ہوئی ہے اسکے مطالبہ کے بعد « رموز بیخودی » کے وہ قطعات جو یادگار سلور جوبلی آصف سابع ۱۳۳۵ھ میں مرتبہ محمد فاضل میں بعنوان « از تو باقی سطوت دین مبین » نظر سے گذرے پیش کئے جاتے ہیں ۔ فاضل مرتب نے انہیں نواب میر عثمان علی خان بہادر نظام دکن کی شان میں منسوب سمجھ کر مذکورہ سلور جوبلی نمبر میں شائع کیا ہے ، —

اے مقامت برتراز چرخ برین　　از تو باقی سطوت دین مبین
جلوۂ صدیق از سیمائے تو　　حافظ ماتیغ جوشن قائے تو
از تو مارا صبح خندان شام ہند　　استعانت مرکز اسلام ہند
دوش ملت زندہ از امروز تو　　تاب این برق کہن از سوز تو
بندگا نستیم ما تو خواجۂ　　از پئے فردائے مادیبا چۂ
پیش سلطان این گہر آوردہ ام　　قطرۂ خون جگر آوارہ ام

(ڈاکٹر سر محمد اقبال)

معروضہ صدر اعظم بحوالہ بالا میں صدرالمہام بہادر فینانس کے موسومہ ڈاکٹر اقبال کا ایک خط اور اسکی تفصیلات پیش کی گئی ہیں غالباً اس سلسلہ میں ایک خط ڈاکٹر صاحب موصوف فینانس ممبر اکزیکٹیو کونسل (اکبر حیدری نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر کے نام لکھا تھا جس کے بارے میں نظام دکن نے بصیغہ راز اپنی کونسل کی رائے دریافت کرتے ہوئے فرمان جاری کیا۔

"سر محمد اقبال نے جو خط حال میں فینانس ممبر کے نام لکھا ہے اس کے متعلق کونسل کی کیا رائے ہے بصیغہ راز مجھے اطلاع دیجائے جبکہ کل اراکین تعطیلات سے واپس آجائیں کیونکہ یہ معاملہ مذہبی حیثیت سے ہونے کے خیال سے اہم ہے جس کا تعلق ہماری ریاست سے ہے جوکہ سب سے بڑی مسلم ریاست ہے"

(شرحد ستخط نظام ۱۶۔ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ مثل نشان ۳۰/۳۰ سیاسیات (راز) ۱۳۴۰ف دفتر مہاراجہ صدر اعظم باب حکومت)

مذکورہ مثل یہی ایک کاغذ (فرمان) ہے جس کی وجہ سے یہ ظاہر نہیں ہوسکا کہ ڈاکٹر اقبال کا مذکورہ خط کس مذہبی معاملہ کے سلسلے میں تھا۔ غالباً یہ ادارہ معارف اسلامیہ کے بارے ہی میں ہوگا۔ کیونکہ اس مثل پر اگلی ایک مثل کا نمبر ہے جو ڈاکٹر صاحب موصوف کی مالی امداد کے بارے میں ہے۔

ڈاکٹر اقبال کی مالی امداد کیلئے نواب صاحب بھوپال کی تحریک

سر محمد اقبال کی امداد کے سلسلے نواب صاحب بھوپال نے ایک خط نواب میر عثمان علی خان بہادر نظام آف حیدرآباد کے نام

لکھا تھا ۔ اس خط کی نقل دیتے ہوئے نظام ۔ ایک فرمان جاری کیا ،۔

« سر محمد اقبال کی امداد کے متعلق نواب صاحب بھوپال کے خط کی نقل ملفوف ھے اس بارے میں کونسل کی رائے عرض کی جائے تو مناسب صادر ہوگا » ۔

(شرحدستخط ۱۷ ۔ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ مثل نشان ٥ ۔ ۳ ۔ ۱۳۰۱ف صیغہ سیاسیات دفتر پیشی مہاراجہ صدر آعظم باب حکومت)

نواب صاحب بھوپال کے مذکورہ خط کی نقل نظام الملک آصف جاہ (H. E. Nizam,s Govt.) کے سرکاری لیٹر ھیڈ پر ھے ۔ یہ خط بھوپال (Bhopal, C. I.) وسط ھند سے ٤ ۔ مئی ۱۹۳۲ء کو لکھا گیا ھے اور اس میں نظام کو برادر محترم و مکرم (My revered & respected brother) کے القاب سے یاد کیا گیا ھے ۔ مکمل متن حسب ذیل ھے » ۔

"I an writing this to your interest, Your Exalted Highness in Dr' Sri Mohammed Iqbal. As Ruler of the Premier Muslim State with locg and glorious traditions of patronage of Art and Literature to whose munificience and generous gifts the country in general and the Muslim Community in particular owe such a deep debt of gratitude, your exalted Highness knows better than anybody else the eminent position Iqbal occupies in the literary world as a poet and philosopher whose muse is ever fresh and inspiring. His genius has blazened the name of Indian muslims over the wold and his magic has released rich stores of creative energy that lay hidden in the generation to whom his song has

reached. He is most responsively interpreting the measage of Islam to the west in all its simplicity and attiaction.

Financial troubles and worries are, howeuer, seriously cramping his literary activities. If he is relieved of these anxieties he would be able to devote himself with undivided attention to the great literary work he is doing. A thousad rupees a month will free him from all financial cares on account of the maintenance of his famils Your Exalted Highness has always taken a kindly beneficial interest in such matters. If you are pleasad to extend your gracious patronge to Iqbal to that extent if will be for an eminently deservlng case and will earn for Your Exalted Highness and the great State of Hyderabad the gratitude of all those who are intersted in Oriental literature and Islamic Culture and Philosophy.

with all good wishes and my respects.

I ramain with the higeet esteem.

Yours affecrionately.

Sd.
Hamidullah.

His Exalted Highaness
the Nazam Hyberahad CSI, GBE

نشان مثل $\frac{L5}{F123}$ ۱۹۳۲ء پولیٹکل سکریٹری آفس

معتمد محکمہ سیاسیات نے نظام کے فرمان کے ساتھ مذکورہ خط کے بارے میں جو نوٹ لکھا وہ حسب ذیل ہے ۔

« محولہ بالا خط میں نواب صاحب بھوپال نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت کے فرمانروا ہونے کی حیثیت

سے حضرت اقدس و اعلی نے علوم و فنون کی جس فیاضی سے سرپرستی فرمائی ھے اسکا تمام ملک اور خصوصاً فرقہ اسلام نہایت ممنون احسان ھے ۔ اور دنیائے ادب میں ایک شاعر اور فلسفی ہونیکی حیثیت سے ڈاکٹر اقبال کو جو مرتبہ حاصل ھے وہ ذات شاہانہ پر بخوبی روشن ھے ان کی شاعری نے مسلمانان ھندوستانی کے نام کو تمام عالم میں روشن کردیا ھے اور یہ نہایت مستعدی کے ساتھ پیام اسلام کی مغربی ممالک میں ترجمانی کر رھے ھیں ۔

لیکن ان کی مالی مشلات انکی ادبی جدو جہد میں سخت مزاحم ہورھی ھیں پس اگر انکو ان مشکلات سے نجات دلوادی جائے تو یہ اپنے ادبی مشاغل میں ھمہ تن مصروف ھوسکتے ھیں

ڈاکٹر صاحب موصوف کو اپنے خاندان کی پرورش کیلئے ماھانہ ایک ھزار روپیہ کی آمدنی فراھم ھوجائے تو وہ مالی مشکلات سے نجات پائینگے ۔

چونکہ حضرت اقدس و اعلی نے ایسے معاملات میں ھمیشہ سے دلسپی کا اظہار فرمایا ھے اسلئے بارگاہ ھمایونی میں بھی تجویز پیش کی ھے کہ اگر ڈاکٹر اقبال کو اس حد تک مالی امداد منجانب سرکار عالی دیئے جانیکی نسبت نظر التفات فرمائیجائے تو وہ تمام لوگ جو مشرقی ادب اور اسلامی تعلیمات و فلسفہ سے دلچسی رکھتے ھیں ذات شاھانہ اور اس ریاست ابد مدت کے ممنون احسان رہینگے ” ایضاً یہاں تک تو نواب صاحب بھوپال کے خط

کی ترجمانی کیگئی ھے ۔ معتمد صاحب سیاسیات نے اس پر رائے دیتے ہوئے لکھا تھا کہ ، ۔

، اگر ارشاد ہو تو بہ تعمیل فرمان مبارک محولہ بالا سے کاروائی بعد حصول رائے محکمہ فینانس معزز کونسل میں پیش کئے جانیکے لئے باب حکومت کو بھیجد یجائیگی ۔ کونسل میں جانے سے پہلے صدر المہام بہادر سیاسیات جناب سید محمد مہدی (سر مہدی یار جنگ) (جو حال ھی میں معتمدی سے صدرالمہامی سیاسیات پر فائز ہوۓ تھے) نے جو حکم دیا اس نے اس کارروائی کے مستقبل کا رخ متعین کر دیا چنانچہ وہ لکھتے ھیں ، ۔

، یہ امر کہ سر محمد اقبال اچھے شاعر ھیں اسکے بارے میں فن شاعری کے ماھرون میں اختلاف ھے ۔ اگر فرض کیا جائے کہ وہ اچھے شاعر ھیں تب بھی یہ وجہ ان کو یک ہزار روپیہ ماہوار دینے کے لئے کافی نہیں ھے ۔ نواب صاحب بھوپال جو انکی سفارش کرتے ھیں وہ خود انکو کیون نہیں کچھ دیتے ؟ ۔

اصولا حیدرآباد کا روپیہ اسٹیٹ کے باہر نہ جانا چاھئے جب تک کوئی واقعی ضرورت نہ ہو ۔ موجودہ فینانشل تنگی اور اسٹیٹ کی آمدنی کی کمی کے نظر کرتے ایک حبہ بھی باھر بھیجنا گویا جرم ھے ۔

بلکہ اب ھم کو اس نظریہ سے اس مسئلہ کو دیکھنا ھے کہ انفرادی طور پر جو لوگوں کو ماہواریں ملک کے باہر دیجا رہی

ہیں وہ کس مصلحت پر مبنی ہیں یا کس خدمت کے صلہ میں دیجا تی ہیں یا ایسی کونسی سیاسی اغراض وابستہ ہیں اور ایسے تبصرہ کے بعد غیر ضروری ماہواروں کو تخفیف کر دینا چاہیئے - لہـذا نواب صاحب بھوپال کے رقعہ کے جواب میں یہاں سے عذر ہونا بہتر ہے ۔ فقط

(سرحد ستخط مہدی یار جنگ ۲ - امرداد ۱۳۴۱ف)

چونکہ اب یہ کارروائی سرشتہ فینانس جانا تھی اسلئیے وہاں سے منصرم معتمد فینانس نے نواب سر صدرالمہام بہادر فینانس کے حسب تجویز یہ رائے دی -

" سررشتہ فینانس کو عالی جناب نواب سر صدرالمہام بہادر سیاسیات کی رائے سے اصولا اتفاق ہے لیکن اس ضمن میں عالیجناب سر صدرالمہام بہادر کونسل میں چند امور کے متعلق گفتگو فرمائیں گے " -

جب کارروائی مہاراجہ صدرالمہام بہادر باب حکومت جناب سر کشن پرشاد بہادر کی خدمت میں پیش ہوئی تو انہوں نے فرمایا "

" صدرالمہام سیاست کی رائے سے اتفاق ہے - ایسے تجویز میں نے کی تھی کہ بیرونی ماہوارات اور وظائف کے متعلق تنقیح ہونی چاہیئے - ایسے تنقیح کے لئے کونسل سے کمیٹی مقرر کیجائے تو مناسب ہے " -

(شرحدستخط مہاراجہ کشن پرشاد ۵ - ربیع الاول شریف ۱۳۵۱ ھ)

معتمد صاحب سیاسیات کی گزارشات پر دونوں صدرالمہام کی آراء کے بعد اصولا یہ کارروائی کونسل میں پیش ہونا تھی کیونکہ صدرالمہام فینانس کونسل میں اس مسئلہ میں گفتگو کرنے اور صدر آعظم باب حکومت نے بیرونی امدادوں کے بارے میں تنقیح کے لئے کونسل کی جانب سے کمیٹی کے تقرر کو مناسب سمجھا تھا۔ لیکن " ضروری " کے عنوان سے مہدی یار جنگ بہادر صدرالمہام سیاسیات نے حکم دیا کہ " گزارش اراکین کونسل کے پاس گشت کرائی جائے "۔

چنانچہ یہ کونسل کے اراکین میں بذریعہ گشت پہنچائی گئی اور حسب ذیل سلسلہ کے ساتھ معزز اراکین کونسل نے اپنے آراء اس کارروائی پر دیے "۔

۱ ۔ جناب صدرالمہام بہادر فوج نواب ولی الدولہ " افسوس ہیکہ ریاست کی مالی حالات کے مد نظر کسی امداد کی رائے نہیں دیجاسکتی "

۲ ۔ جناب صدرالمہام بہادر فینانس نواب سر حیدر نواز جنگ

" Nothing to add " (پولیٹکل ممبر)

۳ ۔ جناب صدرالمہام بہادر مال لفٹنٹ سر رچرڈ تیونکس ٹرنچ

" I agree with HPMI. It would be an absolutely unjusti-fiable expenditure of the tax payers money ".

٤ ۔ جناب صدرالمہام بہادر تعمیرات نواب عقیل جنگ " جناب نواب صاحب صدرالمہام سیاسیات کی رائے سے اتفاق ہے "۔

۵ - جناب صدرالمہام بہادر عدالت نواب لطف الدولہ « معزز رکن فینانس جو چند امور کے متعلق کونسل میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں انکے معلومات کرنے کے بعد رائے ظاہر کیجائیگی » -

٦ - جناب صدرالمہام بہادر سیاسیات - مہدی یار جنگ « مجھے کچھ اضافہ کرنا نہیں ہے -

۷ - جناب صدرالمہام باب حکومت « مہاراجہ کشن پرشاد « صدرالمہام صاحب سیاسیات کی رائے سے اتفاق »-

ان آراء کے بذریعہ گشت حصول کے بعد جب ۲ - دے ۴۲ ف باب حکومت (EXRCUTIVE COUNCIL) کا اجلاس ہوا تو اس میں « بہ اتفاق طے پایا کہ سر محمد اقبال کے لئے ماہوار مقرر کیجانا کونسل کی رائے میں مناسب نہیں ہے - لہذا نواب صاحب بھوپال کے رقعہ کا جواب اخلاقاً نفی میں دیئے جانیکی نسبت پر پیشکشی معروضہ ادباً بارگاہ خسروی سے احکام حاصل کئے جائیں » - نواب صاحب بھوپال کے خط کا جواب میں کونسل کے فیصلہ کے بموجب نظام دکن کی طرف سے جو خط لکھا گیا اسکا ایک مسودہ برائے محکمہ سیاسیات نے بنایا اور دوسرا مسٹر ٹاسکر نے - دونوں مسودات برائے موازنہ طرز فکر پیش ہیں » -

1. " With reference to your letter dated the 4th May, 1932 regarding the grant of pecuniary assistance to Sir Mohammed Iqbal. I deeply regret, that owing to continuous and heavy demands my Government is unable to recommend the grant of an allowance to him. I hope

you will realise that under the circumstances nothing can be done for Sir Mohammed Iqbal ".

2. " I much appreciate the considerations which prompted you to write to me. On the fourth of May last regarding the private circumstances of Dr. Sir Mohammed Iqbal. And I need hardly say that. with your Highness. I value highly his services to Islamic literature. After careful consideration. however. and after consulting my council. I reqret that I cannot see my way to make such a grant as is suggested ".

(ایضاً)

مسٹر ٹی جے ناسکر منصرم صدار المہام مال و کوتوالی کا مرتبہ مذکورہ مسودہ مسودہ عرضداشت کے ساتھ بارگاہ ھمایونی میں گذرانا گیا - حالانکہ کونسل نے محکمہ سیاسیات کا مسودہ پیش کرے کا فیصلہ ھوا تھا - غالبا کسی تحت کے عھدیدار نے ایسا اپنے طور پر کرلیا - کیونکہ یہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ شایستہ Polite محسوس ھوتا ھے -

پیشی ھمایونی سے سرسری اضافہ خصوصاً آخر میں

(as is suggested) کے بعد

" Specially at a time when financial affairs of the country are not satisfactory "

(ایضاً)

کا اضافہ کیا گیا - نظام نے اس پر ۱۱ / رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ کو دستخط کیئے - اور اسے ۳/ جنوری ۱۹۳۳ کو نواب صاحب

بھوپال کے ھاں روانہ کردیا گیا ۔ لیکن محکمہ فینانس کے معتمد نواب فخر یار جنگ بہادر نے یکم فبروری ۱۹۳۳ ع کو اسکی نقل محکمہ سیاسیات سے طلب کی ۔ غالباً وہ امداد ملنے کی توقع میں آگے کی مالی کاروائی کے بارے میں فکر مند تھے ۔

صدر آعظم سر اکبر حیدری کے دور میں علامہ اقبال کی امداد کی کاروائی کا احیاء

۱۳۴۷ ف م ۱۹۳٦ ع میں سر اکبر حیدری نے صدر آعظم باب حکومت کا عہدہ جلیلہ سنبھالا ۔ سر حیدری بھی سر اقبال کے قریب ترین دوستوں میں تھے ۔ بظاھر اس تحریک کا باعث علامہ اقبال کے بڑے فرزند جناب آفتاب اقبال تھے جنھوں نے ۱۰/ جنوری ۱۹۳٦ ع کو ایک خط جناب حیدری کے نام لکھا اور اپنی ناگفتہ بہ معاشی پریشانیوں پر لکھتے ہوئے علامہ اقبال کے سلسلے میں بھی لکھا کہ ، —

' My father is in comparative poverty and is quite unable to heip me in any way .. ... After all my father has done somethtng for the advancement of tha Muslim community in India. In fact everybody thinks here that Hyderabad State should be generouse enough to keep the post alive by making him a monthly allwance of a reasonoble sum of money in his old age. His health is failing and one doubts whether he has many years to live.

Nawab Sahib, would you like a future biographer of my father to say that poet Iqbal and his children lived in poverty while Hydari was at the height of his power and influence in Hyderabad State.

نشان مثل ۵/۳/ ۱۳٤۱ ف باب حکومت سیاسیات)

جناب آفتاب اقبال نے یہ خط ۲٦ - فیروز پور روڈ لاہور سے لکھا جسکے جواب میں سر اکبر حیدری کے پرنسپل اسٹنٹ نے ۲٦ - جنوری ۱۹۳۴ کو حیدرآباد دکن سے جوابا لکھا (غالبا آفتاب اقبال نے اپنے خط میں ۱۹۳۷ع کے بجائے ۱۹۳٦ع لکھدیا تھا) .

" with reference to your letter of the 10th instant to the Right Hon'ble Sir Akbar Hydari, I am desired to inform you that he is most anxious thal Sir Mohd. Iqbal's signel services to the nation should be recognised bya suitable allowance in his present state of health and he will take the earliest possible opportunity of having the matter placed before His Exalted Highness' Government for consideration "

(نشان مثل ۵/۳/ ۱۳٤۱ ف سیاسیات پیشی صدرآعظم باب حکومت)

سر اکبر حیدری کے ایك قدیم دوست سردار امراو سنگھ شیر گل مجیھیا نے جو علامہ اقبال کے بھی دوست تھے - اس سلسلے میں ان سے خط و کتابت کی تھی جیسا کہ ان کے ذیل خطوط سے ظاہر ھے جو انہوں نے حیدری کو لکھے ۔—

" i am in deed glad to receive your letter concerning our mutual friend Dr. Sir Muhammed iqbal and to know that you had the matter in mind already and wish to take the opportunity for moving in the matter " (2nd April, 1937 from The Holme, Summer Hill. Simla. W)

(مثل نشان ایضاً)

and

" I am writing these lines to remind you about the matter which we corresponded about before your departure for England, namely Dr. Sir Mohammod Iqbal's appreciation as a great poet by the Govt. of HEH the Nizam. you had promised to do everytoing possible in the matter and i hope you have found it right and proper to bring the matter up "

(Lr. dt. 2nd October, 1937)

and

" I did not hear in answer to my brief reminder about what you had promised to urge for our great poet iqbal. I neither can nor should insist on any thing wbich is for HEH to decide and for you to recommend or not as seems fit to you under the circumstances but I should like to have received some sort of reply. Perhaps you were on the move or too busy though it is unlikely that my letter missed you altogether ".

(Lr. Dt. 7th January, 1938)

(نشان مثل ایضاً)

اس خط کے جواب میں سر اکبر حیدری نے جو خط سردار امراؤ سنگھ کو لکھا اس سے ان کوششوں کے بارے میں معلوم ھوتا ھے جو سر اکبر حیدری ڈاکٹر اقبال کی امداد کے سلسلے میں کر رھے تھے ، —

" Thanks very much for your letter of the 7th January reminding me of your former letter in connection with Dr. iqbal. I am sorry that a reply was not sent to you owing to your letter being filed along with the inquiry being made about Dr. Iqbal himseifr and must apologise for the oversight I suppose you have read thet we celebrated the Iqbal day in Hyderabad with the Princess of Berar presiding at the morning session and Maharaja Sir Kishan Pershad Bahadur during the afternoon and evening. Some slight financial help has also been given but that is not cnough. but I am keeping the matter in mind and shall take the first opportunity of adding to it".

(Lr. Dt. 12-1-1938)

(نشان مثل ایضاً)

یہ یوم " مسلم کلچر سوسائٹی " کیجاب سے بروز جمعہ ۷ - جنوری ۱۹۳۸ع کو منایا گیا تھا - نواب اصغریار جنگ بہادر نے اس سوسائٹی کے آنرری، سکرٹری کیجانب سے درخواست دی تھی کہ اس دن کیلئے ٹاون ہال دیا جائے - اس سلسلے میں چیف سکرٹری کے دستخط سے نظام دکن کا ایك نیم سرکاری فرمان بتاریخ یکم ذیعقدہ الحرام ۱۳۵۶ھ نواب حسن نواز جنگ بہادر معتمد سیاسیات کے نام حسب ذیل جاری ھوا -

• اسوقت اجازت دی جاتی ھے مگر آئندہ سے ثاون مال کے استعمال کی اجازت خاص حالات کے تحت دیجائیگی نہ کہ ایسے ویسے کام کیلئے۔ دو (۲) دو (۲) دن کے فاصلے سے۔ اسکا خیال رھے » (نشان مثل ۵/۷/ ۱۳۴۷ ف (سیاسیات) پیشی صدر آعظم باب حکومت)۔

خط کشیدہ جملون سے اس وقت نظام کا انداز فکر ظاھر ھورھا ھے۔ اسیطرح سردار امراو سنگھ کے جواب میں سر اکبر حیدری کے خط کشیدہ جملے یہ ظاھر کرتے ھیں کہ امداد کے مسئلہ میں کوئی تحقیقات ڈاکٹر اقبال کے سلسلے میں کیجارھی تھیں۔ ان تحقیقات کی ضرورت کیا اسوقت کے مخصوص سیاسی حالات کیوجہ لاحق ھوئی یا کوئی اور وجہ تھی۔ یہ بات راست طور پر معلوم نہوسکی البتہ سردار امراؤ سنگھ کے ایک خط بنام سر اکبر حیدری سے اس معاملہ میں کیسقدر روشن پڑتھی ھے » —

I expect that in deciding the matter about which I wrote to you, his rather strong views antagonistic to the west which he has expressed more strongly than ever in his last work.

PAS CHE BAYAD KARD AI AQWAM-e-SHARQ ?

(پس چہ باید کرد اے اقوام شرق)

will not be taken into account. for the jndgement should be based purely on the outstanding merit of his genius.

(نشان مثل ایضاً) Lr. dt. 2nd April, 1937

علامہ اقبال کے زمانہ حیات میں کوئی پنشن ریاست حیدرآباد سے جاری نہ ہوسکی البتہ انکے پسماندگان کی امداد کے سلسلے میں ڈاکٹر مظفرالدین قریشی صدر شعبہ کیمیا جامعہ عثمانیہ کی توجہ دہانی پر انکی بیوہ اور دو بچوں کی پرورش کیلئے کچھ وظائف یہاں سے جاری کیئے گئے تھے جسکی تفصیلی روئداد ذیل میں پیش کیجاتی ھے۔

۲) ۲۷ / جون ۱۹۳۸ع کو ڈاکٹر مظفرالدین قریشی نے ایک خط کے ذریعہ علامہ اقبال مرحوم کے خاندان کے سلسلے میں حسب ذیل تفصیلات سر اکبر حیدری کی خدمت میں پیش کئے۔

1. Javid Iqbal aged about 14 years studying in 9th Class
2. Munira Begum aged about 9 years studying in School.

Note : The first wife of the late Sif Mohammed Iqbal aged 56 years is stilr slive. She has been living with her father since a long time. The son of the late Sir Mohd. Iqbal from this wife, Mr. Aftab Iqbal M A. (London), Bar-at-Law agedabout 36 is practising as a lawyer in Lahore. The mother of Javid Iqbal and Munira Begum died about 4 years ago.

(نشان مثل ۱۹۳۸ع پولیٹکل سیکریٹری آفس)

۲) ڈاکٹر قریشی نے دوسرے ھی دن یعنی ۲۸ جون ۱۹۳۸ع کو ایک دوسرا خط بھی لکھا جس مذکورہ بالا تفصیلات کے علاوہ

حسب ذیل مزید امور پر روشنی ڈالی ان باتوں سے علامہ مرحوم کی
گھریلو زندگی کے چند تلخ واقعات پر بھی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔-

" Owing to some unfortunate circumstances which are too painful to be mentioned Sir Mohammed Iqbal had completely severed his relations with the widow and Mr. Aftab Iqbal long ago He was paying the widow a maintenance allowonce of Rs. 30/- per mensem. Javid Iqbal and Munira Banu are the two minors in whom Sir Mohammed Iqbal was mainly interested and forwhose future lives and carers he was a bit worried Their mot--hr the 2nd wife of Sir Mohammed Iqbal. died some 4 year back Considering the invaiuable contribution of Sir Mohammed Iqbal to the world thought and oriental lit--erature and in view of the great personal sacrifice he had to make in carrying out his creative work. some prov-ision for the dependents of Sir Mohammed Iqbal partic-ularly for the minors, Javid Iqbal and Munira. will be highly appreciated by all.

I submit the following proposals for your kind and favourable consideration.

1. Javid Iqbal be granted an allowance of B.G. Rs. 125/- per mensem till the completion of his education.

2. Munira Banu be granted an allowance of B.G. Rs. 75/- per mensum till the completien of her education or till she gets married.

3. The widow, tee mother of Mr. Aftab Iqbal, be gran--ted a life pension of B.G. Rs. 50/- per mensum.

(نشان مثل ایضاً)

(۲) ڈاکٹر قریشی کے دونوں خطوط پر سر حیدری صدر اعظم جناب فخریار جنگ فینانس ممبر کونسل اور مسٹر مہدی یاور جنگ صدور المہام فینانس کے درمیان مراسلت چلتی رہی بالآخر انہوں نے اپنے محکمہ کو ھدایت جاری کی کہ بیوہ کے نام تیس روپے ماہوار اور دونوں بچوں کو ساٹھ روپے ماہوار و وظائف جاری کرنے نظام کی خدمت میں عرضداشت پیش کی جائے جب یہ کارروائی کونسل کے ارکان میں رائے گشت پیش کی گئی تو مہدی یار جنگ نے لکھا کہ بیوہ کے لئے تیس روپے ماہوار کے بجائے ۵۰ روپے ماہوار دیجائے - دیگر ارکان نے بھی اس سے اتفاق کیا البتہ کونسل میں مزید مباحث کے بعد ڈاکٹر اقبال کے بڑے فرزند آفتاب اقبال صاحب کو یک مشت عطیہ دو ہزار کلدار منظور کرنے کی سفارش کی گئی تاکہ وہ اپنے پیشہ وکالت کو مستحکم بنا سکیں -

نظام حیدرآباد نے ۱۵ - رمضان ۱۳۵۷ھ اس سلسلے میں جو فرمان جاری کیا وہ یہ ھے -

" ڈاکٹر اقبال کی قومی خدمات کے لحاظ سے انکی بیوہ کے نام پچاس روپے ماہوار تا حیات اور کم سن لڑکے کے نام پچاس روپے ماہانہ تا ختم تعلیم اور لڑکی کے نام پچاس روپیہ تا کتخدائی جاری کیا جائے -

مرحوم کا تعلق ھماری ریاست سے نہ ھونے کے باوجود

اون کے پس ماندون پر احسان کیا جاتا ھے تو انکے فرزند کلان کو یک مشت رقم دینا چه معنی دارد وہ بھی ایسے شخص کو جو قانونی پراکٹس سے اپنی روزی کما رھا ہو ۔ لہذا اسکی ضرورت نہیں ۔

(۶) وظیفه کے اجراء کے سلسلے میں ڈاکٹر مظفرالدین قریشی سے دریافت کرنے پر انہوں نے حسب ذیل بیوہ اور بچون کے نام ارسال کئیے ۔

۱ - کریم بی بی (لیڈی اقبال) پته ۴۹ - ڈمپل روڈ لاھور

۲ - جاوید اقبال ۳ - منیرہ بانو	پته ، جاوید منزل ، میو روڈ لاھور

۵ - مراسله دفتر اکزامنر سیول و ملٹری اکاونٹس نشان ۳۰۴ مورخه ۱۷ - خورداد ۱۳۴۸ ف سے ظاھر ھے که طاھرالدین صاحب - چودھری محمد حسین صاحب اور اعجاز احمد صاحب تین اشخاص کے نام ڈاکٹر اقبال نے اپنی حیات میں بطور ولی نا بالغان تجویز کئیے تھے - مثل نشان (پولیٹکل سکریری آفس نظام اسٹیٹ ۱۹۳۸ ء)

۶ - اعجاز احمد صاحب کے بارے میں آفتاب اقبال کے حواله سے معلوم ہوا که وہ دھلی میں کمرشیل جج تھے ۔

آفتاب اقبال اور علامه اقبال

علامه اقبال کی گھریلو زندگی کا ایک رخ آفتاب اقبال کے حیدرآبادی عہدیداروں سے انکی مراسلت ۔ اپنی معاشی مشکلات کے سلسلے میں حصول امداد کے ضمن میں انکی

مسلسل دوڑ دھوپ اور خط و کتابت کیوجہ کئی امثلہ میں درج ہوتا رہا ہے ۔ اس ضمن میں ڈاکٹر اقبال مرحوم کے چند خطوط بھی ان امثلہ میں شریک ہوسکے ہیں جو اپنی اصلیت کے اعتبار سے غالباً ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکے ہیں ۔ اس سلسلے میں پہلی کارروائی اس وقت کی ہے جبکہ آفتاب اقبال صاحب لندن میں زیر تعلیم تھے اور حیدرآباد کا ایک سرکاری وفد بسلسلہ دستور و وفاقی مذاکرت وہاں گیا ہوا تھا ۔ غالباً سر اکبر حیدری سے اپنے والد کے شخصی روابط کیوجہ آفتاب اقبال نے ان تک رسائی حاصل کی ہوگی ۔

حیدرآبادی ڈیلیگیشن کے اٹھائیسویں اجلاس منعقدہ الگزنڈرا ہوٹل ۔ ہائیڈ پارک کارنر لندن بتاریخ ۱۶ ۔ جنوری ۱۹۳۱ ء جس میں حسب ذیل افراد شریک تھے ۔

۱ ۔ سر اکبر حیدری

۲ ۔ سر رچرڈ ٹرنچ

۳ ۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر

٤ ۔ نواب سر امین جنگ بہادر

٥ ۔ سر رینالڈ گلانسی

٦ ۔ مسٹر پکتھال ۔ سکرٹری

حسب ذیل قرار داد منظور کی گئی ،۔

10. It was resolved that an advance of £ 190 should be made to Afteb Iqbal and that the matter should be laid befor the Conncl when the Delegation returned to Hyderabad.

جب یہ مسئلہ کونسل میں پیش کیا گیا تو روئداد اجلاس باب حکومت ۱۶ - امرداد ۱۳۴۰ف سے ظاہر ھے کہ « -

« آفتاب اقبال صاحب کے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے اراکین حیدرآباد نے اپنی زیر نگین رقم سے ایکسو نود پونڈ بطور قرض حسنہ جو صاحب موصوف کو اس غرض سے دیا کہ یہ ایک معزز خاندان کا ھندوستانی طالب علم بحالت عسرت انگلستان میں پریشان حال نہ رھے اسکی پابجائی کرائی جانیکا مسئلہ حسب رزولیوشن فقرہ (۱۰) منظورہ اجلاس بیست و ھشتم ڈیلگشین منعقدہ ۱۷ - جنوری ۱۹۳۱ ء بمقام لندن کونسل میں پیش ھونے پر بہ اتفاق طے پایا کہ آفتاب اقبال صاحب کے مالی مشکلات کے مدنظر قرض حسنہ معاف کیا جاکر عطیہ متصور کیا جائے -

(بہ دستخط مہاراجہ کشن پرشاد صدر اعظم)

قبل ازیں ۱۷ - ڈسمبر ۱۹۳۰ء نیشنل انڈین اسوسی ایشن (۲۱ - کرام ویل روڈ ساوتھ کنسنگٹن ایس ڈبلو) کی سکرٹری مس آف جے بیک نے بھی ایک خط حیدرآبادی ڈیلی گیشین کے لندن پہنچنے پر سر اکبر حیدری کو لکھکر موصوف کی توجہ جناب آفتاب اقبال کی مالی مشکلات اور انکی ممکنہ امداد پر مبذول کرائی تھی لیکن بعض وجوھات کی بناء پر اس وقت وہ انکی مدد نہیں کرسکے - لیکن جب اکبر حیدری کو جناب آفتاب اقبال نے شخصی طور پر متوجہ کیا تو مذکورہ مالی امداد انہیں

دی گئی ۔ سر اکبر حیدری کے نام ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیمی معیار سے وہ ایک ہونہار طالب علم تھے جیسا کہ حسب ذیل معلومات سے عیاں ہے ۔

- ۱۹۱۶ع میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے درجہ اول میں میٹریکولیشن کامیاب کیا ۔
- ۱۹۱۸ع میں سنیٹ اڈیفنس کالج دھلی سے ایف اے کا امتحان درجہ دوم میں کامیاب کیا ۔
- ۱۹۲۰ع میں بی اے کا امتحان درجہ اول میں فلاسفی میں آنرز اور معاشیات اختیاری مضمون کے ساتھ کامیاب کیا ۔
- جولائی ۱۹۲۲ع میں لندن یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان درجہ اول میں فلاسفی میں آنرز اور سماجیات ایک ذیلی مضمون کے ساتھ کامیاب کیا ۔
- ۱۹۲۴ع میں اسی یونیورسٹی سے ایم ۔ اے کا امتحان کامیاب کیا تخصیصی مضمون (Dissertation) کیمرج کے پروفیسر ڈایس ھکس (Prof. Dawes Hicks) کے زیر نگرانی ، ماقبل کانٹی دور اور کانسٹی فلسفہ میں تصور خود شناسی ، The conception of Self-consciousness in Pre-Kantian and Kantian philosophy. کے عنوان پر تحریر کیا۔
- لندن یونیورسٹی کے مدرسہ علوم مشرقیہ (School of Oriental Studies)

میں دو سال تک اردو کے لکچرر کے طور پر ملازمت کی۔

o نومبر ۱۹۲٤ء تا جون ۱۹۲٦ء پنجاب واپس آکر انڈین ایجوکیشنل سروس میں ملازمت کے لئے کوشاں رہے لیکن کوئی مخلوعہ جائیداد نہیں نکل سکی اسلئے انگلستان واپس ہوگئے۔

o ۱۹۲٤ء میں ۔ لکن ان (Locolin's Inn) میں شریک ہوگئے اور قانون کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی ۔ اور ۱۹۲۹ء میں بارایٹ لا کے تمام امتحان کامیاب کرلئے لیکن خانگی وجوہات کی بناء پر وکالت شروع نہ کرسکے۔

خانگی وجوہات میں جیسا کہ ظاہر ہے کہ مالی مشکلات ھی تھیں جنکی بنا وہ ایک سو پچاس پونڈ کی امتحانی فیس ادا نہیں کرسکتے تھے اور سند کے حصول سے محروم تھے ۔ سر اکبر حیدری نے مذکورہ رقم سے زیادہ رقم انہیں دلوائی تاکہ وہ لندن میں رہ کر وکالت کے پیشہ کو مستحکم کرسکیں ۔ سر اکبر حیدری کو جناب آفتاب اقبال نے ملاقات کے دوران کافی متاثر کیا تھا چنانچہ وہ جناب فخر الدین (فخر یار جنگ) کو انکے سلسلے میں ایک سفارشی خط میں لکھتے ہیں ۔

" I have seen Mr. Aftab Iqbal and he impressed me very favourably. He spoke exceedingly well at a gathering at which Col. Patterson, the Political ADC to the Secretary ol State and several others were present. I should like you very much to kindly help him in the University with regard to examinership

and translations I have written in similar terms to Fazl Mohammad Khan and I hope you two together will be able to do something to help this youugmah who I think will be an asset to community letter on ".

(From Hyde Park Hotel, Knights Bridge.
London SWI dt. 1st January, 1931)

(نشان مثل ۱۵۸ - کایات ۱۳٤۸ف دفتر پیشی باب حکومت)

. سر اکبر حیدری کی مراد غالباً یہ تھی کہ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ وغیرہ میں انہیں کسی جائداد پر مقرر کرلیا جائے۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت کوئی جائیداد کہیں بھی خالی نہیں تھی۔

۲۹ - مارچ ۱۹۳۱ع کو سر اکبر حیدری کے نام جناب آفتاب اقبال نے لاہور (Shiffles Hotel, The Mail) سے ایک خط میں اپنی مالی مشکلات۔ والد کے عدم التفات۔ جائیداد سے محرومی وغیرہ کا شکوہ کرتے ہوئے انہیں توجہ دلائی کہ وہ سر اقبال کو انکی مالی مدد پر آمادہ کریں۔ چنانچہ سر اکبر حیدری نے علامہ اقبال کو حسب ذیل خط لکھا۔

" I venture to write to you upon a very delicate subject. Your son Aftah Iqbal appealed to me for help in London and I confess that I was very favourably impressed by him. His impecunious condition was the talk of the Muslim community there. If I was distressed on his account, I was still more distressed on account of slur of blame which people cast on one whom I have always regarded as a great man and a great muslim. I do not know the cause of your displeasura with your son, but I do impolre you to consider whether it would not

possible for you to give him countenance and help till he is able to maintain himself.

I ask you to believe that in making this representation I am animated only by the friendliest motives".

(نشان مثل ابضاً)

اس خط کا جواب ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم - ایل - سی بیرسٹرایٹ لا - لاهور نے ۲ - مئی ۱۹۳۱ع کو سر اکبر حیدری کو دیا - اس خط کے سر تحریر (Privatet Confirential) لکھا هوا هے اور یہ علامہ کا پہلا اصلی خط هے جو ریاست حیدرآباد کے سرکاری امثلہ میں محفوظ هے - خط کا آغاز یون هوتا هے -

"My dear Sir Akber,

Thanking you so much for your letter which I received a moment ago. The story is long and too painful to relate. I am sure if you had known all the facts you would have found it difficult to write to you on his behalf.In deed I avoided meeting you at Delhi as I thought he might became the subject of our conversation which would report my peace of mind for time. I have already helped him beyond my capacity. In spite of the manner in which he has been behaving towards me and other members of our family. No father can read with patience the nasty letters which he has written to us. And which he is doing now is only part of the blackmailing scheme of which he has been availing himself for same time. However it is not possible for me now to help him. I am an old man with indifferent health with no hope from any side and with two small children to provide for. If I had been a rich man I might have done something even though he does not disown my thing. But

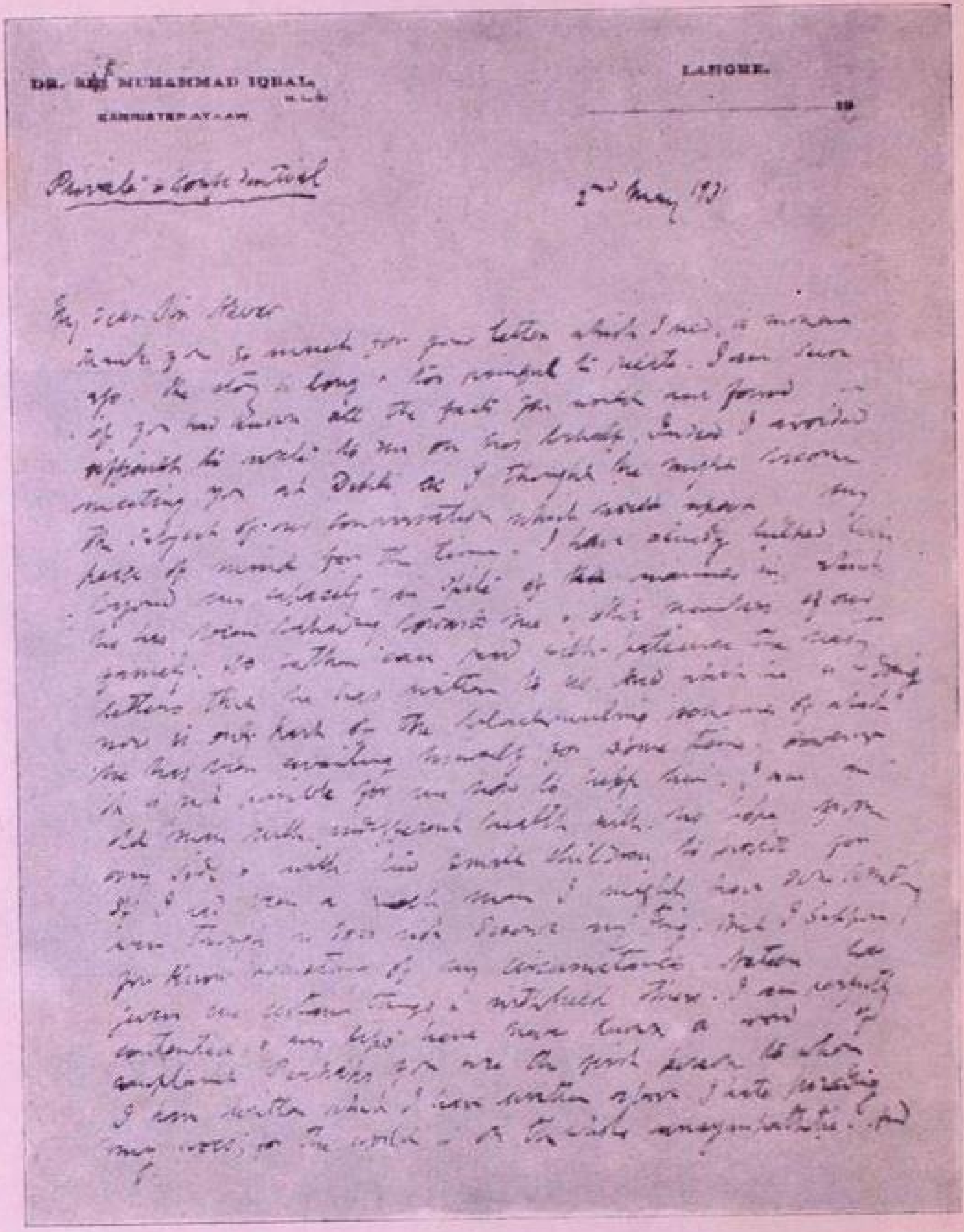

DR. SIR MUHAMMAD IQBAL

BARRISTER-AT-LAW

LAHORE.

19

Private & Confidential

2nd May 1931

My dear Sir Akbar

[illegible]

علامہ اقبال کا خط مورخہ ۲ ۔ مئی سنہ ۱۹۳۱ء سر اکبر حیدری کے نام

خط کا متن صفحات ۵۲ و ۵۳ پر دیا گیا ہے

P.T.O.

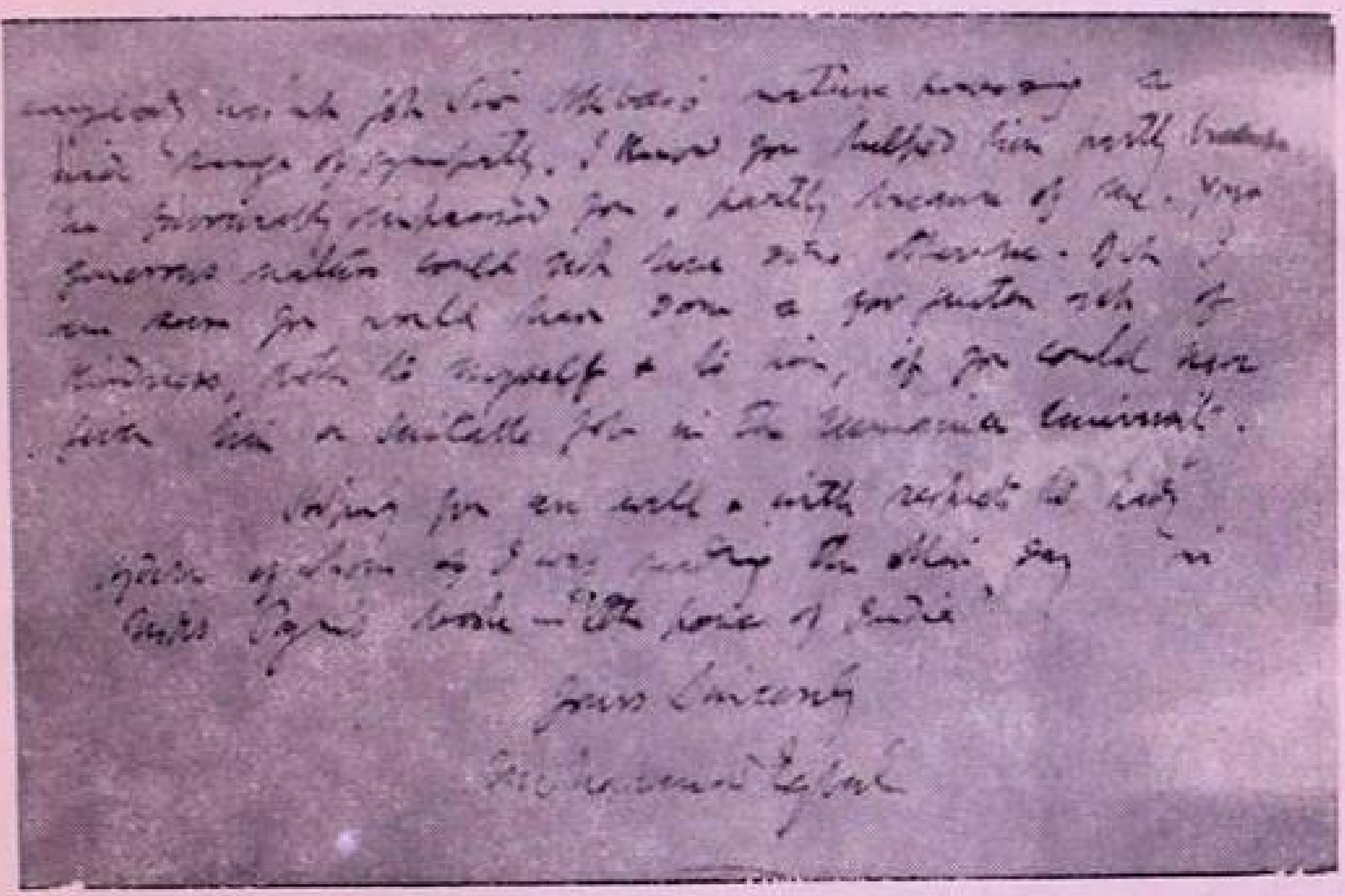

[illegible] Sir Akbar's nature having a
wide range of sympathy. I know you helped him partly because
he personally impressed you & partly because of me. Your
generous nature could not have acted otherwise. But I
am sure you would have done a far greater act of
kindness, both to myself & to him, if you could have
found him a suitable job in the Osmania University.

Wishing you are well & with respect to Lady [illegible]
[illegible] of whom as I was reading the other day in
Miss [illegible]'s book — "The Voice of India".

Yours sincerely

Muhammad Iqbal

I suppsse for known nothing of my circumstances. Nature has given me certain things and withheld others I am perfectly contented and may lips have never known a word of complaint. Perhaps you are the first person to whom I have written which I have written not before. I hate parading my woes, for the world is on the whole is on the whole unsympathetic and anybody has not got Sir Akbar's nature possessing a wide range of sympathy. I know you helped him partly because he favourably impressed you and partly because of me. Your generous nature could not have done otherwise. But I am sure you would have a far perfect act of kindness, both to myself and to him, if you could have given him a suitable job in the Osmania University.

Hoping you are well and with respects to Lady Hyderi of whom I was reading the other day in Mrs. Pyme's book "The Lawrence of India".

(نشان مثل ایضاً)

اس خط کے جواب میں سر اکبر حیدری نے سر محمد اقبال کے موقف کو سراہتے ہوئے اور جناب آفتاب اقبال کا بوجھ نہ اٹھا سکنے کی انکی مجبوری کی وجوہات کا اندازہ کیا ۔ اور انہیں یقین دلایا کہ وہ آفتاب اقبال صاحب کیلئے عثمانیہ یونیورسٹی میں کوئی جگہ دلانے کی کوشش جاری رکھینگے ۔ سر اکبر حیدری کے مختصر خط مورخہ ۱۱/مئی ۱۹۳۱ع کا جواب ڈاکٹر اقبال نے فوراً یعنی ۱۴/مئی ۱۹۳۱ع کو دیدیا اور یہ خط بھی اصلی حالت میں محفوظ ہے ۔

" Thank you so much for your kind letter which I received a moment ago. This youngman has already spent about 70000/- on himself. Out of this sum he borrowed according to his own statement Rs. 50000/- from England. I gave Rs. 10000/- to his mother and she spent all this on him besides the amount which she and her father gave the boy. Only a month or two before his arrival I was persuaded to give him Rs. 1000/- and a few days after his arrival in India I received the first letter of one of his many creditors in England. With all this he is writing blackmailing letters vary now and then. I wanted to send you a copy of his last letter to me. But I did not do so mainly because I thought you would cease to sympathise with him. The following persian verse applies to my present state of mind.

آں جگر گوشه همان شد که من اول گفتم ۔ که چو شوید لبش از شیر جگر خواره شود

PS : I wish you had halted at Bhopal while going to Simla.

(مثل نشان ایضاً)

ایسا معلوم ہوتا ھے که ڈاکٹر اقبال نے اس خط کے لکھنے کے بعد بھوپال کا سفر اختیار کیا ہوگا ۔ اور سر اکبر سے ملاقات کی دیگر وجوہات کے منجمله مالی امداد سے متعلق وہ کاروائی بھی ہوگی جو ان دنوں حکومت حیدرباد کے زیر غور تھی ۔

ڈاکٹر سر اقبال کے سر اکبر حیدری کے نام ایک اور خط کی نقل کے بموجب یه خط ڈاکٹر صاحب نے ثانی الذکر کے کسی خط کے سلسله میں لکھا تھا جو انہیں پہنچایا گیا تھا ۔ یه خط

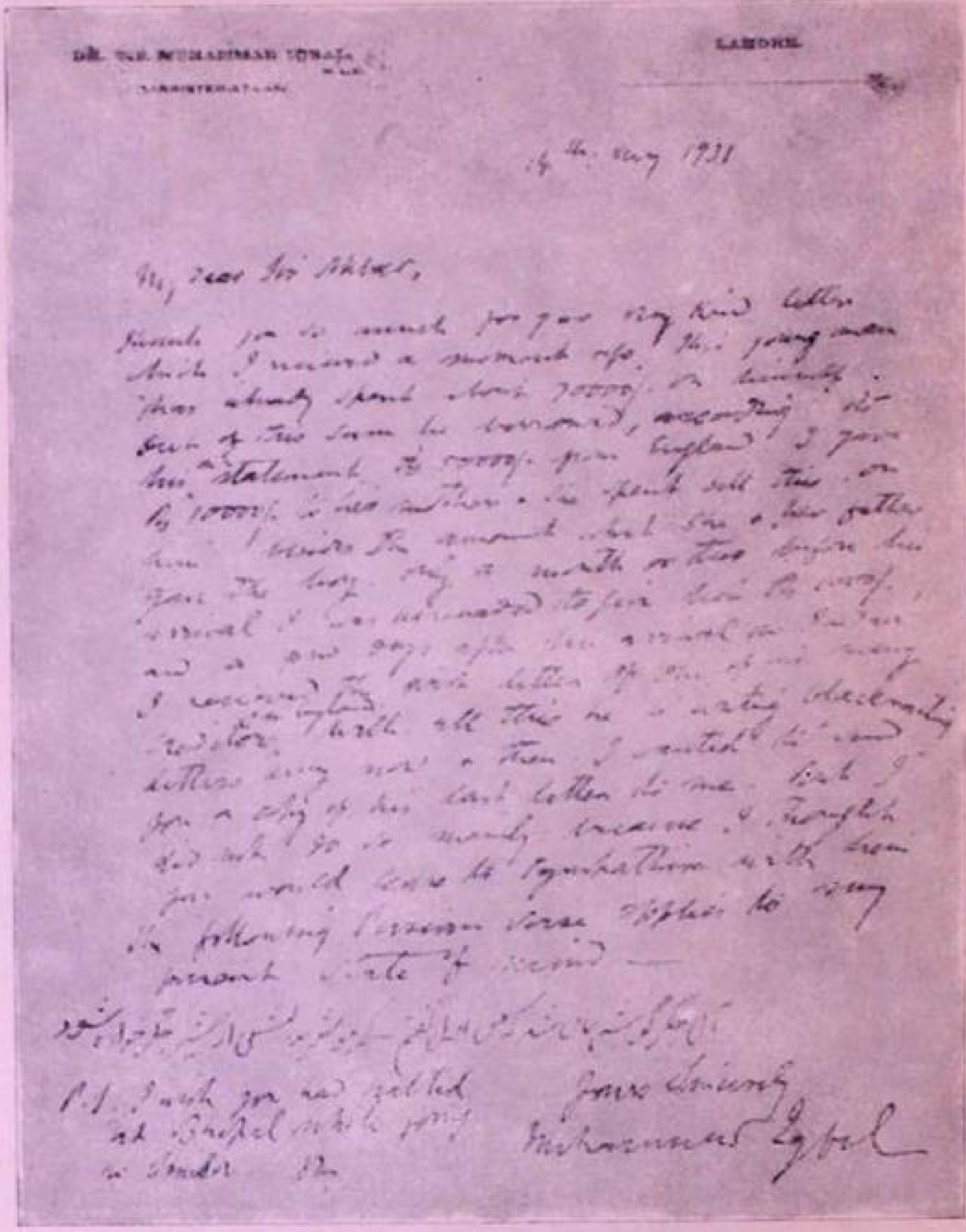

LAHORE.

14th May 1931

My dear Sir Akbar,

[illegible]

Yours sincerely

Muhammad Iqbal

علامہ اقبال کا خط مورخہ ۱۴ ۔ مئی سنہ ۱۹۳۱ء سر اکبر حیدری کے نام

خط کا متن صفحہ ۵۴ پر دیا گیا ھے

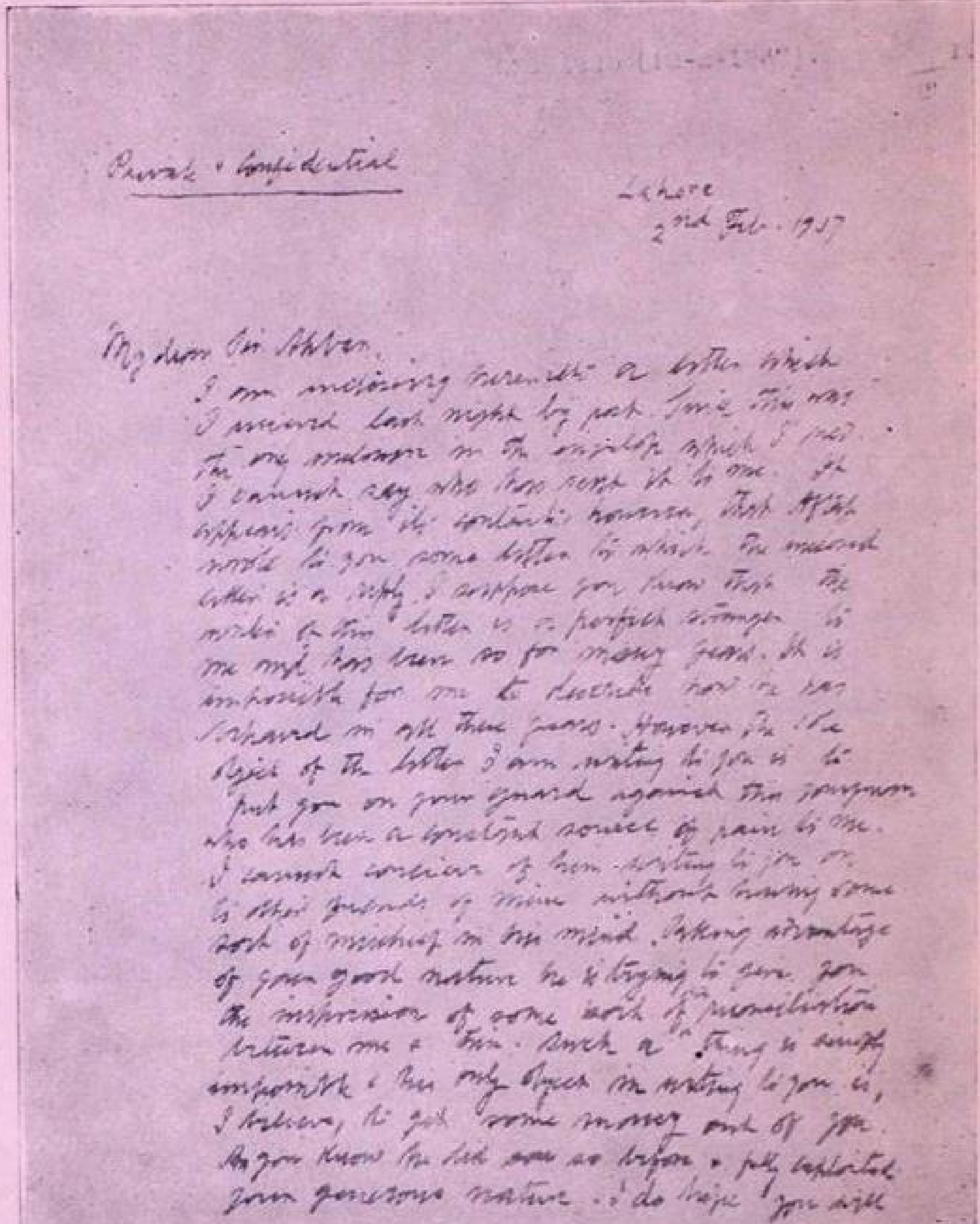

Private & Confidential

Lahore
2nd Feb. 1937

My dear Sir Akbar,

I am enclosing herewith a letter which I received last night by post. Since this was the only enclosure in the envelope which I read, I cannot say who has sent it to me. It appears from its contents, however, that Aftab wrote to you some letter to which the enclosed letter is a reply. I suppose you know that the writer of this letter is a perfect stranger to me and has been so for many years. It is impossible for me to describe how he has behaved in all these years. However, the object of the letter I am writing to you is to put you on your guard against this young man who has been a constant source of pain to me. I cannot conceive of him writing to you or to other friends of mine without having some sort of mischief in his mind. Taking advantage of your good nature he is trying to give you the impression of some sort of reconciliation between me & him. Such a thing is simply impossible & his only object in writing to you is, I believe, to get some money out of you. As you know he did so once before & fully exploited your generous nature. I do hope you will

علامہ اقبال کا خط مورخہ ۲۔ فبروری سنہ ۱۹۳۷ء سر اکبر حیدری کے نام
خط کا متن صفحات ۵۵ و ۵۶ پر دیا گیا ھے

P.T.O.

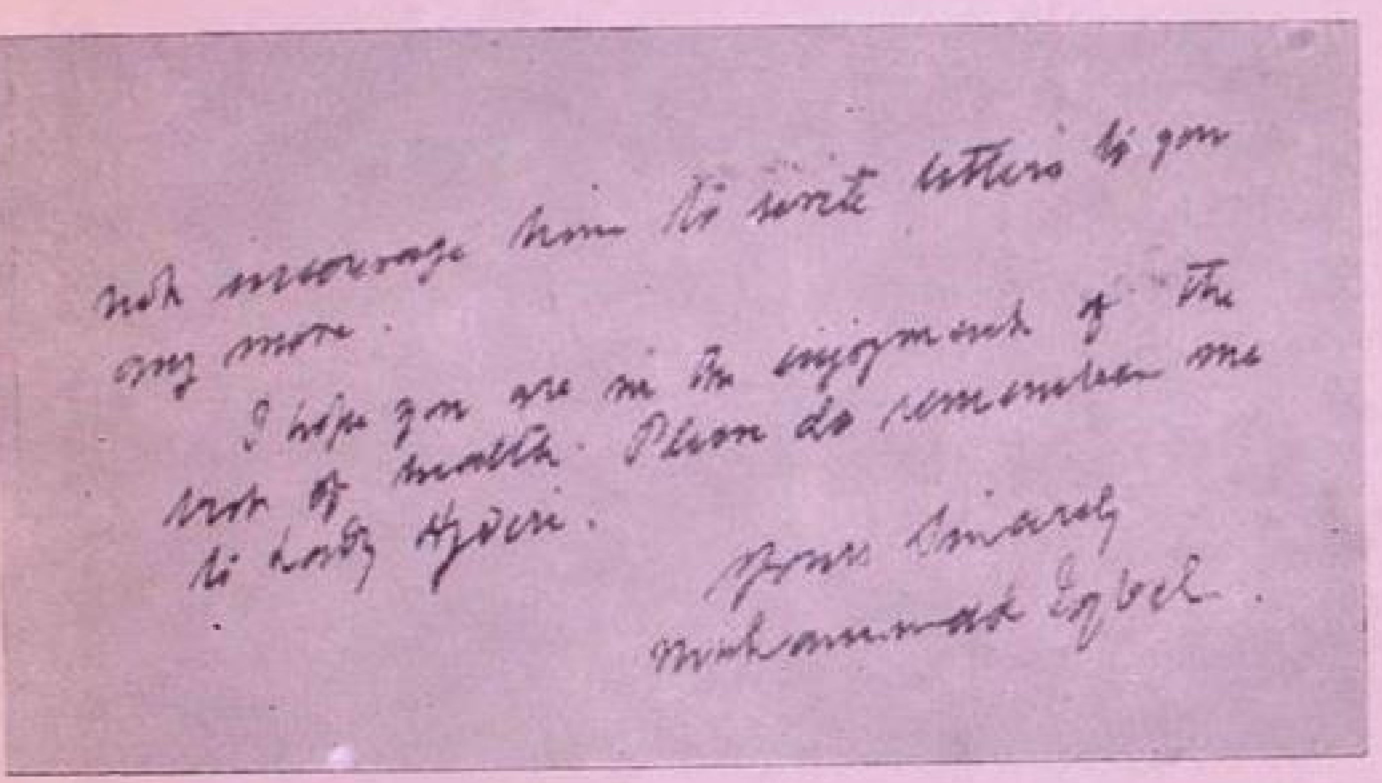
not encourage him to write letters to you
any more.
I hope you are in the enjoyment of the
best of health. Please do remember me
to Lady Hydari.
Yours sincerely
Muhammad Iqbal.

۲/فروری ۱۹۳۷ع کو لاہور سے لکھا گیا ہے اور اسپر بھی لکھا ہوا ہے خط کا مضمون یہ ہے۔ Private & Confidential

I am enclosing herewith a letter which I received last night by post. Since this was the only enclosure In the envelop which I recelved I can not say who has sent it to me. It appears from its contents however, that Aftab wrote to you some letter to which the enclosed letter is a reply. I suppose you know that the writer of this letter is a perfect stranger to me and has been so far many years. It is impossible for me to describe how he has behaved in all these years. However, the sole object of the letter I am writing to you is to put you on your guard against this youngmsn who has been a constant source of pain to me. I connot conceive of him writing to you or to other friends of mine without having some sort of mischief in his mind. Taking advantage of your good nature he is trying to give you the impression of some sort of a reconcilliation between me and him. Such a thing is simply impossiqle and his only object in writing to you is, I believe to get some money out of you. As you know he did so before and fully exploited your generous nature. I do hope you will not encourage him to write letters to you any more,

I hope you are in the enjoyment of the best of health. Please do remember me to lady Hydari".

(نشان مثل ایضاً)

فاس خط کے جواب مین سر اکبر حیدری نے سر اقبال کو ۱۲ / روری ۱۹۳۸ع لکھا -

" It is not easy for me to answer your kind letter making me aware of how, quite unwitingly, I have been responsible for causing you pain. Believe, had I been conversant with the unpleasant circumstances to which you refer, I should undoubtedly have ignored the appeal.

I am most greatfull for your warning advice, and venture to express my sympathetic hope that further attempts so to exploit your great and honoured name will be effectively arrested.

Hoping that your health is better and that you are managing to get some real rest and peace."

(نشان مثل ایضاً)

یہ آخری خط ہے جو سر اکبر حیدری نے علامہ اقبال کو لکھا اسکے بعد مثل میں جناب آفتاب اقبال کے چند خطوط ہیں جس میں مالی امداد کیلئے انکی مساعی کی ناکامی کا شکوہ ہے - یہ مارچ و اپریل میں لکھے گئے تھے ۱۲/ مئی ۱۹۳۸ع کے ایک خط میں انہوں نے علامہ کی پہلی بیوی کیلئے گذارہ مقرر کرنیکی درخواست کی ہے کیونکہ علامہ مرحوم انکے لئے کچھ چھوڑ کر نہیں گئے - اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ قریبی زمانہ مین ہی علامہ کا انتقال ہوا ہوگا -

جناب آفتاب اقبال کی سفارش میں مشہور قادیانی لیڈر سر ظفر اللہ خان نے جو برطانوی ہند کی کونسل میں لا ممبر تھے سر اکبر حیدری کے نام ۹/مئی ۳۸ء کو شملہ سے ایک خط میں لکھا تھا۔

I believe you have already been approached in the matter of rendering some help to Dr. Aftab Iqbal, M.A.Ph.D., Bar-at-law eldest son of the Late Dr. Sir Muhammed Ipbal. Dr. Aftab Iqbal is a young man of great talent and promise but to my certain knowledge he is passing through a period of great distress and you will be helping in a very deserving case if you can do anything for him. I do hope it will be possible for you to render substantial help to Aftab Iqbal ".

(مثل نشان ۱۵۸/کلیات/۳۴۸، ف صیغہ باب حکومت)

سر ظفر اللہ خان نے یہ خط اپنے سرکاری پیڈ پر ۵ دی اسٹریٹ شملہ، سے لکھا تھا اور اسپر جو کاروائی ہوئی وہ بھی اس قدر تھی کہ جناب آفتاب اقبال کو توشک خانہ عامرہ سے وقتاً فوقتاً جو امداد دی گئی تھی (چھ سو روپیے کلدار اور ایکسو پونڈ) اسکی تفصیلات معلوم ہو سکیں۔

جناب آفتاب اقبال کے ۲۹/اکتوبر ۱۹۳۹ء والے ایک خط سے معلوم ہوتا ھے کہ انہیں اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبہ انگریزی کی جائیداد پر ملازمت مل گئی تھی لیکن وہ اپنی شادی اور گھر بنانے کیلئے امداد کے محتاج تھے ان کے ایک دوسرے خط سے جو ۳۰/سپٹمبر ۱۹۴۱ء کو لکھا گیا ھے یہ معلوم ہوتا ھے کہ

ریاست حیدرآباد سے لیڈی اقبال کو پچاس روپیے سکہ حالی کا وظیفہ مقرر ہوگیا تھا لیکن آفتاب اقبال صاحب اس میں اضافہ کے خراہش مند تھے ۔ لیکن انہیں دونوں امور کے سلسلے میں اخلاقاً نفی میں جواب دیدیا گیا کیونکہ جنگ عظیم دوم اور معاشی بحران کیوجہ ریاست ان دنوں سخت مشکلات سے دوچار تھی ۔

اردو اکیڈمی : ڈاکٹر اقبال نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں "اردو اکیڈمی" کے نام سے کوئی ادارہ قائم کیا تھا ۔ انکے دوران حیات مختلف امدادی کارروائیون میں اسکا تذکرہ نہیں ملتا البتہ ان کے انتقال کے بعد محکمہ باب حکومت کے ایک مراسلہ میں دریافت کیا گیا ھے ۔

"ڈاکٹر صاحب مرحوم کی سفارش پر اردو اکیڈیمی کو امداد دینے کی اگر کوئی کارروائی آپ کے دفتر میں موجود ہو تو وہ کاغذات بھی مثل مطلوبہ کے ساتھ روانہ فرماین جائیں" (مراسلہ نشان ۱۰۰۴ مورخہ ۲۹ ۔ بہمن ۱۳۴۹ف مثل $\frac{L\ 5}{123}$ + پولیٹکل سکریٹری آفس ۱۹۳۲ء)

یہ مراسلہ جناب خواجہ معین الدین انصاری معتمد صدرآعظم باب حکومت نے معتمد سیاسیات کو لکھا تھا ۔ لیکن جواباً یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسی کوئی مثل اس محکمہ میں نہیں ھے ۔ جو خط نظام کا نواب بھوپال کے نام لکھا گیا تھا اور جس میں علامہ اقبال کی مالی امداد سے معذوری کا اظہار کیا گیا تھا بظاہر اسکے بعد کوئی کارروائی اس سلسلہ مین نہیں چلی ہوگی ۔

علامہ اقبال کی یادگار کے قیام کی تحریک

۱۹۴۳ع کے ایک یہگ حیدرآباد میں علامہ اقبال کی یادگار کے قیام کی تحریک بلدہ میں شروع ہوئی تھی اور اس میں عوامی حلقوں کے علاوہ سرکاری عہدہ دار وغیرہ بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے اس سلسلے میں نظام نے جناب معین نواز جنگ بہادر معتمد باب حکومت کے نام « راز » میں حسب ذیل نیم سرکاری فرمان جاری کیا :-

« اخباوات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اقبال شاعر پنجاب کی یادگار میں جو جو کام یہاں ہو رہے ہیں انہیں ممبران کونسل اور دیگر عہدہ داران سرکاری شریک ہیں - اس حالت میں کیا یہ مناسب ہوگا کہ فرقہ وارانہ کام حالات حاضرہ کے تحت ہو - میرے خیال میں سرکاری عہدہ داروں کو اس میں شریک نہ ہونا چاہیئے - تاہم کونسل کی کیا رائے ہے اس سے اطلاع دیجائے تو مناسب ہوگا - (۸ - جمادی الاول ۱۴٦۳ھ مثل شان ۱۲ - ٥ - ۱۳۵۳ف دفتر پیشی صدارِ آعظم باب حکومت)

چنانچہ اس مسئلہ پر باب حکومت نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۳ - تیر ۱۳۵۳ف غور کیا جو کرنل نواب سر محمد احمد سعید خان (چھتاری) صدر آعظم بات حکومت کی صدارت میں ہوا اور جس میں اراکین کونسل شریک تھے -

(۱) نواب سر عقیل جنگ بہادر صدرالمہام صنعت و حرفت

(۲) نواب مہدی یار جنگ صدرالمہام تعلیمات

(۳) میجر جنرل نواب خسرو جنگ صدرالمہام فوج و طبابت

(۴) راجه دھرم کرن صدرالمہام تعمیرات

(۵) جناب غلام محمد صدرالمہام فینانس

(٦) جناب ڈبلو۔ وی گرکسن اسکوائر صدرالمہام مال و کوتوالی

(۷) جناب نواب عالم یار جنگ صدرالمہام عدالت و امور مذھبی

کونسل میں باتفاق طے پایا کہ

«حضرت بندگاہ اقدس نے بکمال تدبر شاھانہ ممبران کونسل اور سرکاری عہدہ داروں کے فرقہ وارانہ کاموں میں شریک نہ ہونے کی نسبت جو خیال ظاہر فرمایا ھے وہ بالکل بجا و درست ھے۔ جس سے کونسل کو بالکلیہ اتفاق ھے۔ البتہ اقبال مرحوم کی حد تک کونسل یہ عرض کرنے کی جراءت کرتی ھے کہ اگرچہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعہ مسلم قوم کو بیدار کرنے کی کوشش کی لیکن اسکے ساتھ ھی انکا کلام فرقہ واریت یا تعصب سے مبرا ھے اور ایک فلسفیانہ شاعر کی حیثیت سے انکی تالیفات تمام ھندوستان میں بلکہ ھندوستان کے باھر بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ھیں۔ پس اقبال کی کوئی یادگار قائم کرنے کی تحریک پیش ہو اور اس میں ملازمین سرکار بھی اپنی خانگی حیثیت میں شرکت کریں تو بظاھر کوئی قباحت نہیں پائی جاتی۔ آئندہ اس بارے میں جس طرح ارشاد ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جائے گا»۔

(نشان مثل ایضاً)

چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق جب ۱۱ - تیر ۱۳۵۲ ف کو نظام کی خدمت میں باب حکومت کا عرضداشتی مراسلہ پیش کیا گیا تو انہوں نے حسب ذیل سرکاری فرمان جاری کیا۔

"شاعر اقبال کی اگر آئندہ کوئی یادگار یہاں قائم ہو تو اسمیں ملازمین سرکاری، صرف خانگی حیثیت سے شریک ہوسکتے ہیں مگر جہان تک ممکن ہوسکے سینیر عہدہ داران شریک نہ ہوں تو بہتر ہے یہ میری ذاتی رائے ہے کہ زمانہ پر آشوب ہے"۔ (مثل ایضاً ۲۴ - جمادی اول ۱۳۶۳ ھ) یہی نہیں بلکہ قبل ازین ایک عام حکم بھی نظام نے اخبار میں شائع کردیا تھا جس کے بموجب سرکاری عمارتوں کو بیرونی ملک کے مشاہیر کی یادگاریں منانے کے لئے نہ دینے کی بات کہی گئی تھی۔

"آئندہ سے بیرونی ملک کے مشاہیر کی یادگاریں منانے کے لئے سرکاری عمارات نہیں دئے جاسکتے - لہذا اس کے ایسے کام کرنے والے دوسرے مقامات کا انتظام کرلیا کریں - ہان وہ بات اور ہے کہ وہ امور جو کہ کسی ایک فرقہ سے منسوب نہ ہو بلکہ اسکی نوعیت عام ہو اسکے لئے سرکاری دئے جاسکتے ہیں یہ اس لئے کہ آئندہ چل کر کوئی فرقہ وارانہ معاملہ نہ کھڑا ہو یا دوسروں کے لئے نظیر نہ بنے جسکا سد باب گورنمنٹ کو کرنا ضروری ہے کہ اسکا پوزیشن نازک ہے"۔

(گورنمنٹ حیدرآباد کی پالیسی "شائع شدہ صبح دکن" مورخہ ۲۶ - خورداد ۱۳۵۳ ف م ۶ - جمادی اول ۱۳۶۳ ھ مثل نشان ۱۱/۵)

۱۳۵۳ف دفتر پیشی صدر آعظم باب حکومت)

حالانکہ کچھ ہی دن پہلے اس قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی جیسا کہ حسب ذیل اقتباس سے ظاہر ہے ،۔

معتمد عمومی یوم اقبال نے تحریر کیا ہے کہ جشن یوم اقبال کے سلسلے میں علامہ اقبال سے متعلق ادب اور تصاویر کی ایک اعلی نمائش کا انتظام کیا جا رہا ہے جو ایک ہفتہ تک جاری رہیگی نمائش کے دوران میں جلسوں کا بھی انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ نمائش اور جلسوں کیلئے مجلس استقبالیہ نے جسکے جناب نواب سر مہدی یار جنگ بہادر صدر ہیں ٹاون ہال کا تعین کیا ہے لہذا ۲۳/خور داد ۱۳۵۳ف سے یکم تیر ۱۳۵۳ف تک ٹاون ہال کے استعمال کی اجازت چاہی ہے۔

(نشان مثل ۱۲/۷/ ۱۳۵٤ف سیاسیات دفتر پیش صدر آعظم باب حکومت

اسکے جواب میں صدر المہام پیشی نواب کاظم یار جنگ نے حسب ذیل نیم سرکاری فرمان جاری کیا ، ۔

" حسب حکم اقدس ترقیم ہے کہ جشن یوم اقبال کے سلسلے میں ادب اور تصاویر کی نمائش اور جلسون کے انعقاد کیلئے ۲۳/ خورداد سے یکم تیر ۱۳۵۳ف تک ٹاون ہال کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے۔ مگر ساتھ ہی ہر سال ایسا ممکن نہیں ہے یعنی کارکنوں کو چاہیئے کہ مقام کا خود انتظام کرلین ۔ (۲۲ - ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ) (ایضاً)

انجمن حمایت اسلام کے جنرل سکرٹری کی امداد کیلئے بارگاہ عثمانی میں عریضۂ اقبال :-

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سکرٹری حاجی شمس الدین صاحب کی امداد کی نسبت ڈاکٹر اقبال وغیرہ نے ایک عرضی نواب عثمان علی خان بہادر کی خدمت میں پیش کی تھی اس عرضی پر نواب صاحب ممدوح نے ۲۸ - شوال الکرم ۱۳۴۱ھ بصیغہ مذہبی فرمان جاری کرتے ہوئے متعلقہ صیغہ جات کی رائے پیش کرنے کی ہدایت جاری کیں چونکہ ہماری دلچسپی کا اصل موضوع ڈاکٹر صاحب موصوف ہیں جو اس عرضی کے ایک دستخط کنندہ تھے اور چونکہ اس میں دکن سے متعلق اقبال کے چند اشعار نقل کئے گئے ہیں اس لئے اسکی نقل حسب ذیل پیش کیجاتی ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عریضہ

بہ حضور پر نور، حامی ملت اسلام مربئی کافۂ انام منبع جودو سخا معدن حلم و حیا۔ آصف جاہ مظفر الملک و الممالک نظام الملک نظام الدولہ ہزاگزالٹیڈ ہائنس میر عثمان علی خان بہادر جی سی ایس آئی فتح جنگ شہر یار قلمرو دکن صانہا اللہ عن الافات و الفتن

ایک دن ناکام رہکر محنت جانکاہ میں
محو تھا میں شکوہ ہائے قسمت کوتاہ میں

ناگہاں آئی دکن سے ایک صدائے جانفزا
جس نے کچھ تسکیں بخشی اندوہ جانکاہ میں

چارۂ عیسی نفس ہے گوش بر آواز درد
کام کیا شور و فغاں کا عہد آصفجاہ میں

دور عثمانی میں فریاد گدا ہے بار یاب
بیشتر منعم سے گوش التفات شاہ میں

کاوش جاں کا سکون اس محشر آفات میں
ہے اگر ممکن کہیں تو ظل ظل اللہ میں

اسکی چشم فیض میں یکساں ہیں پنجاب ودکن
فرق قرب و بعد کیا جود و کرم کی راہ میں

آبیاری اسکی ہے سرسبزئ کشت امید
قدر دانی ثمرہ نخل کوشش جانکاہ میں

اسکی بزم مملکت میں ہے بہ کیف جام جب
خلق اسے محبوب وہ محبوب خلق اللہ میں

اسکے حاجت مند کو کیا حاجت طول سخن
ہے اثر طومار کا جب قصۂ کوتاہ میں

ہیں فلک کی انجمن میں جب تک انجم محو رقص
اور باقی ہے ضیاء فانوس مہر و ماہ میں

تیرا طالع ساطع ولامع رہے خورشید وار
یوں ہی ضوگستر رہے گردن بخت وجاہ میں

باغ عالم میں گل اقبال مشک افشاں رہے
خار کے مانند کھٹکے دیدۂ بدخواہ میں

اعلی حضرت ۔

دعا گویان دولت و اقبال بارگاہ خسروی میں ایک ایسے خدمت گذار کو روشناس کرنے کی اجازت چاہتے ہیں جس نے اپنی عمر عزیز کے ۳۹ سال مسلمانان ہندوستان کی خدمات دینی و دینوی پر بے غرض خالصتہ لوجہ اللہ صرف کر دیئے ۔ اس سے ہماری مراد حاجی شمس الدین صاحب جنرل سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کی ذات ہے ۔ یہ ان چند درد دل اور توفیق عمل رکھنے والے نفوس کے بقیہ ہیں جنہوں نے ۱۸۸۵ع میں مسلمانوں کی زبون حالی کا احساس کر کے مقاصد ذیل سے انجمن حمایت اسلام کی بنیاد ڈالی ۔

۱ ۔ حمایت و اشاعت اسلام

۲ ۔ مسلمانوں کی مذہبی تاریخی اور دیگر علوم کا نشر و تحفظ

۳- لاوارث مسلمان یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کی پرورش اور انکی دینی و دنیوی تعلیم و تربیت کا انتظام۔

ان مقاصد کی تکمیل کے لئے انجمن نے واعظ مقرر کئے۔ ماہوار رسالہ جاری کیا مسلمان لڑکیوں کو عیسائی مبلغین کی تعلیم و تحریص کے اثر سے بچانے کے لئے شہر لاہور کے مختلف محلوں میں زنانہ مدارس جاری کئے جن میں لڑکیاں دینی و دنیوی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اسکے علاوہ انکی ترغیب و تشویق کے لئے وظائف بھی مہیا کئے۔ لڑکوں کے لئے دو ہائی اسکول قائم کئے جن میں انگریزی کے علاوہ مذہبی تعلیم کا خاص سامان کیا گیا ہے ان سے متعلق ایک ٹریننگ اسکول بھی کھول دیا ۶۷ ابتدائی مدارس جاری کئے جن سے ۱۸ شہر لاہور میں ہیں اور ۴۹ مفصلات میں۔ جہاں مفت تعلیم دیجاتی ہے اور اب ان میں متعلمین کی مجموعی تعداد ۳۵۷۶ ہے۔ ۱۸۹۲ء میں اسلامیہ کالج کی بنیاد رکھی گئی جو بتدریج منازل ارتقاء طے کرنے کے بعد ایک فرسٹ گریڈ کالج ہے جس میں سائنس اور آرٹس کی ایم۔ اے تک تعلیم دیجاتی ہے اسکے دارالاقامہ اور مذکورہ اسکولوں کے لئے عالی شان عمارتیں تعمیر کرائیں اور خریدیں۔

مسلمان بچوں کی مذہبی و اخلاقی تعلیم کے لئے انجمن نے اردو و فارسی و عربی میں نصاب تیار کرائے جو سارے ہندوستان میں ہر دلعزیز ہیں اور اسلامی مدارس میں اور خانگی طور پر رائج ہیں۔

ان خدمات کے علاوہ اس انجمن کی وہ خدمت جو سب سے زیادہ قدر و تحسین کی مستحق ھے وہ لاوارث یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ھے جسکی بدولت یہ اعدائے دین کے ھاتھوں دولت اسلام کھونے سے محفوظ رھتے ھیں ۔ ان کے لئیے ۱۸۸۶ع میں ایك یتیم خانہ قائم کیا گیا جس میں سے سینکڑوں یتیم لڑکے پرورش اور تعلیم پاکر فائز المرام اور با مراد نکلے اور رہزنوں کی دستبرد سے ایمان سلامت لیگئے ۔ اسی عرصے میں انجمن نے ۴۴ یتیم لڑکیوں کو پرورش دیکر مناسب جہیز کے ساتھ بیاہ دیا ۔ دماغی تعلیم کے علاوہ ان یتامی کے لئیے نجاری و خیاطی اور دوسری دستکاریوں کی تعلیم کے سامان بھی مہیا کئیے ۔

انجمن کی وسعت و اھمیت خدمات کا اندازہ اس سے بھی ھوسکتا ھے کہ اسکے تمام شعبوں پر علاوہ رقوم تعمیرات و خرید جائیداد کے اخراجات سالانہ کی مقدار ساڑھے تین لاکھ روپے ھے ۔

اسلام پناھا ۔

یہ ھیں کارنامے اسلام کی اس مشہور انجمن کے جسکی روح رواں اور بانیوں کے تنہا یادگار رکن یا عنصر حاجی صاحب ممدوح نے انجمن پر اپنی جان و مال اور ساری زندگی وقف کردی ھے ۔ قوم کی یہ خدمات انجام دین مگر نہ ملک سے کسی معاوضہ کا طالب ھوا نہ حکومت سے کسی ناموری و خطاب کا خواھاں و ذوق دینی و ملی سے خاموشی کے ساتھ اسی خادمانہ جدوجہد میں عمر تمام کردی اور اس انہماك میں اپنی وجہ معاش

اور ذاتی نفع و نقصان کی طرف کوئی توجہ نہ کی مگر اب پیرانہ سالی میں ضرورت اور قرض کے ہاتھوں سے بے بس اور لاچار ہے۔

ایک خادم دین و ملت کی اس ذاتی ضرورت اور تکلیف کے احساس نے فدویان دولت کو جراءت دلائی کہ حقیقت حال کو سمع همایون تک پہنچاکر ملتجی ہون کہ

(۱) حاجی صاحب ممدوح کی بقیہ زندگی کے گزارہ کے لئے بارگاہ خسروی سے ایک معقول مستقل وظیفہ ماہوار مقرر ہوجائے اور

(۲) انکے بار قرض سے جسکی مقدار پانچ ہزار ہے انہیں سبکدوش کیا جاوے تاکہ انکی دلجمعی فراغ خاطر سے فرزندان اسلام کچھ دن اور مستفیض ہوسکیں اور باران قدردانی ان کی خدمات دیرینہ کے شجر میں نئی شاخیں نکالے اور تازہ برگ و بار لائے۔

جب تک فلک پیر کی آنکھوں میں ہے نور
گردون پہ مہ و مہر کا جب تک ہے ظہور

عثمان علی شاہ رہے زیب سر پر
با بخت جوان جاہ و ظفر عیش و سرور

الملتمسان

شرحدستخط فضل حسین (آنربیل خان بہادر میاں فضل حسین ایم اے بیرسٹر ایٹ لا وزیر صیغہ تعلیم گورنمنٹ پنجاب)

شرحدستخط محمد ذوالفقار علی خان (آنربیل نواب سر محمد ذوالفقار علی خان کے سی یس آئی ممبر کونسل آف اسٹیٹ انڈیا)

شرحدستخط محمد اقبال (ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم اے۔ پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لا)

اقتباس از مثل ۱۴ باب ۱ ۱۳۳۲ف محکمہ باب حکومت
صیغہ امور مذہبی)

اس عرضی پر صیغہ امور مذہبی نے ۲۸ ۔ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ عرضداشت بارگاہ خسروی میں گزاران کر مناسب ماہوار کے اجراء کی سفارش کی تھی ۔ چنانچہ فرمان بتاریخ ۶ ۔ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ ذیل جاری ہوا ۔

"غرہ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ سے خاص طور پر مولوی شمس الدین صاحب کے نام یک صد روپیہ کلدار ماہوار تا حیات جاری کیا جائے"۔

ـ اظہار تشکر ـ

(مضمون ھذا کی ترتیب میں محکمہ اسٹیٹ آرکیوز کے ریکارڈز سے استفادہ کیا گیا ھے اور اسکو شائع کرنیکی اجازت محکمہ والا نے مثل نشان ۷۷۰۷/RRI/۷۹ میں مورخہ ۲۳ ـ اگسٹ ۱۹۸۳ء کو مضمون نگار / مرتب کو دی ھے ـ اس سلسلہ میں ارباب محکمہ کا شکریہ ادا کیا جاتا ھے)

اغلاط نامہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
1	9	مورخ هندوستانی	مورخ هندوستان
6	2	نقوذ	نفوذ
9	1	بال	بالا
10	2	واضع	واضح
10	9	اکسٹشین	اکسٹنشن
10	15	بعد	بعض
10	20	نا پسندگی	نا پسندیدگی
11	9'4	عدلت	عدالت
12	14	بجو	بجز
12	15	چھوڑیا	چھوڑ دیا
12	20	توسیقی	توسیعی
13	7	مذکرہ	متذکرہ
13	17	وستم جی	رستم جی
14	16	ڈنو	ڈنر
15	1	کلٹے	کٹے
15	8	سیاسیاب	سیاسیات
15	10	سیاسیت	سیاسیات
16	16	سیاسیامت	سیاسیات
16	20	صوفہ	صرفہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
21	6	Subscriptios	Subscription
24	11	واضع	واضح
25	9	ارر	اور
30	17	loog	long
30	24	wold	world
31	2	alliaction	attraction
31	8	famils	family
31	13	intersted	interested
31	20	Nazam	Nizam
32	14	اقدوس	اقدس
38	19	Post	poet
41	9	himseifr	himself
52	1	Privatet & Confirential	Private & Confidential
39	21	بجیھیا	بجیتھیا
52	17	became	become
52	24	Same	Some
53	8	Suppsse	Suppose
55	19	greotful	grateful
65	9	کر-ا-	کراے کی
66	10	اتدائی	ابتدائی
67	16	عصر	عنصر

IQBAL REVIEW

Quarterly Journal of the
Iqbal Academy, Hyderabad.

★

IQBAL ACADEMY
Madina Mansion, Narayanguda,
Hyderabad-500 029, (A. P.) India,
Phone : 45230,